امام احمد رضا کانفرنس

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

(احمد رضا خاں)

مجلہ

۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی

ھماری طرف سے امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد پر

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کو دلی تہنیت

نمازی کی جگہ خالی کا خیال رکھیں
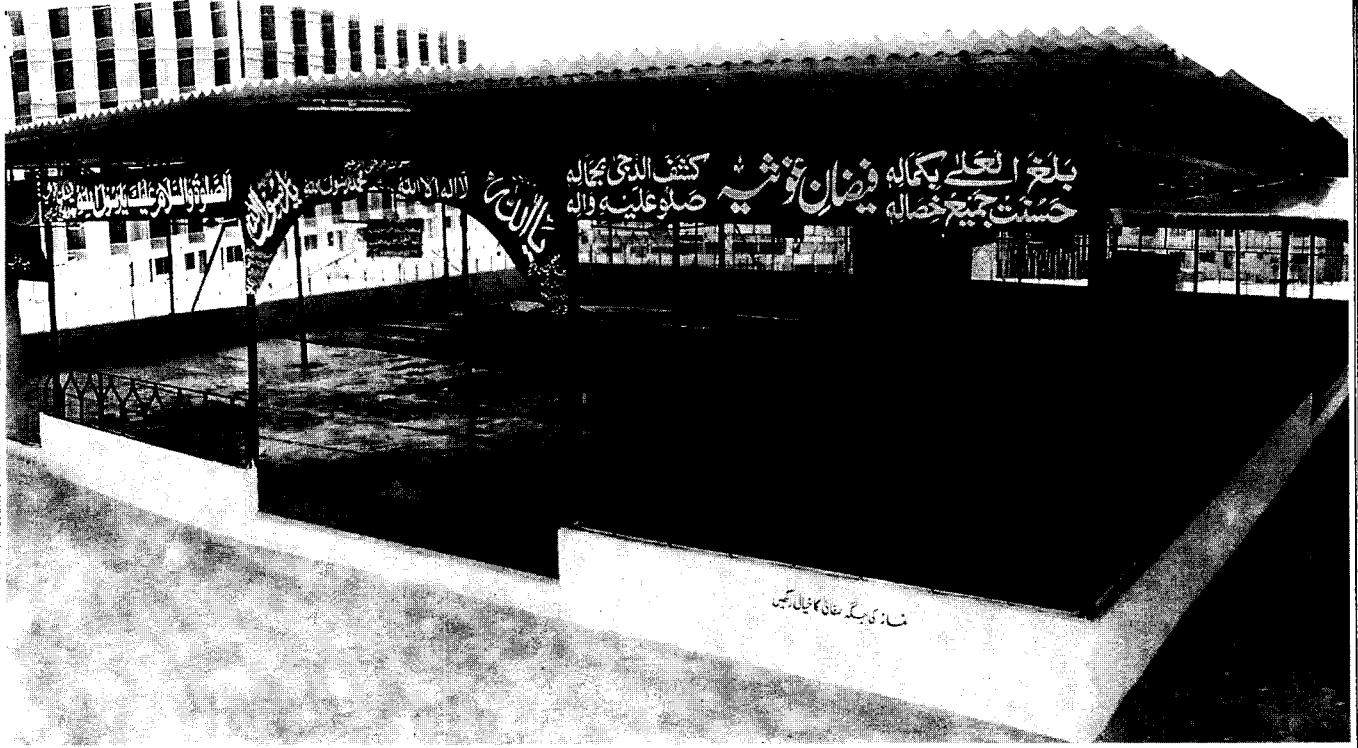
فیضان غوثیہ

ایشیا کی سب سے بڑی مارکیٹ **کریم سینٹر** جو صدر میں واقع ہے اس مارکیٹ میں مالکوں کی طرف سے عطیہ میں دی گئی چھت کی جگہ کو نماز پنجگانہ کے لئے ''**مسجد فیضان غوثیہ**'' کے طور پر **محمد رفیق حاجی طیب برکاتی** کی سرپرستی اور دیگر ساتھیوں کی نگرانی میں احسن طریقے سے چلایا جارہا ہے۔ جو کہ **نو ہزار اسکوائر فٹ** کی جگہ پر اہلسنت والجماعت کی **مرکزی مسجد** کی حیثیت اختیار کرچکی ہے اور اس میں **جمعۃ المبارک** کی نماز بھی بڑے اہتمام کے ساتھ تقریباً ۱۵۰۰ سو سے زیادہ نمازی حضرات شریک ہوتے ہیں۔ اور اس میں سالانہ محفل نعت شریف، لنگر غوثیہ اور دیگر تمام اہم بڑی راتوں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے جس میں اب تک ملک کے مایہ ناز علماء اہلسنت تشریف لاچکے ہیں۔ علامہ ہمزہ علی قادری، علامہ مشتاق علی قادری، علامہ شبیر احمد الازھری، علامہ شاہ عبدالحق، علامہ سلیم عباس نقشبندی اور دیگر ملک کے مایہ ناز نعت خواں بھی شریک ہوتے رہتے ہیں۔

اب انشاءاللہ اس فیضان غوثیہ میں اس رمضان المبارک سے تعلیم بالغاں اور مدرسہ کا پروگرام ہے جو کہ اس علاقہ کی اہم ضرورت ہے۔

نوٹ: علماء اہلسنت کے نیک مشوروں کی ضرورت ہے۔

محمد رفیق حاجی طیب برکاتی

فیضان غوثیہ ومیلاد کمیٹی صدر

تعارف

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

کراچی ------ اسلام آباد

بانی: سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمہ

اعلیٰ سرپرست: علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مرکزی مجلس عاملہ

- الحاج شفیع محمد قادری
- حاجی عبداللطیف قادری

- ڈاکٹر حافظ عبدالباری
- سید ریاست رسول قادری

- ڈاکٹر مجید اللہ قادری
- حاجی محمد حنیف رضوی

- منظور حسین جیلانی

25/جاپان مینشن، ریگل چوک صدر، کراچی 74400، فون: 91-21-7725150
فیکس: 91-21-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

D-44/4، اسٹریٹ-38، سیکٹر F-6/1، اسلام آباد (44000)، فون 051-2825587
چیئرمین: ---- کے. ایم. زاھد

Printed by Al-Mukhtar Publications Karachi-092-21-7725150

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں
کون ان جرموں پر سزا نہ کرے

سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب
آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے

دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے
ارے تیرا برا خدا نہ کرے

عذر امید عفو گر نہ سنیں
روسیاہ اور کیا بہانہ کرے

دل میں روشن ہے شمعِ عشق حضور
کاش جوشِ ہوس ہوا نہ کرے

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا
وہی اچھا ہو دل برا نہ کرے

دل سے اک ذوقِ مے کا طالب ہوں
کون کہتا ہے اتقا نہ کرے

لے رضؔا سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

سخن ہائے گفتنی

منظور حسین جیلانی

قارئین کرام جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے قیام کو اب دو دہائیوں سے بھی زیادہ عرصہ ہو چکا ہے، اس طویل عرصہ میں ہر چند کے ادارے کی کارکردگی کو مختلف حلقوں کی جانب سے نہ صرف سراہا گیا بلکہ ہماری حوصلہ افزائی اور سرپرستی بھی کی گئی۔ یہی حوصلہ افزائی ہمیں مزید خلوص ولگن کے ساتھ کام کرنے کی ترغیب دیتی رہی۔ لیکن چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر ہم یہ ضروری تصور کرتے ہیں کہ ادارۂ ھذا کے قیام اور اس کے اغراض و مقاصد کے پس منظر سے آپ کو ایک مرتبہ پھر آگاہ کردیں۔

ادارے کا قیام ۱۹۸۰ء میں سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء بالخصوص علامہ شمس الحسن شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، شیخ حمید اللہ قادری حشمتی رحمۃ اللہ علیہ، حاجی شفیع محمد قادری، سید وجاہت رسول قادری، حاجی عبداللطیف قادری و دیگر مخلصین کی کوششوں سے عمل میں آچکا تھا لیکن باقاعدہ رجسٹریشن اور آفس کا حصول وغیرہ ۱۹۸۶ء میں ممکن ہو سکا۔ ادارۂ ھذا کے قیام کے وقت بے شمار تنظیمیں اعلیٰ حضرت کی دینی، فکری، علمی خدمات کے حوالے سے علماء کرام، مشائخ عظام، محققین، محبین ومخلصین کی سرپرستی میں گرانمایہ خدمات انجام دے رہی تھیں پھر ذہنوں میں یہ بات آسکتی ہے کہ ادارہ ھذا کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ قارئین کرام یہی وہ اہم نکتہ ہے جو ہم گوش گزار کرانا چاہتے ہیں۔

ادارے کے قیام کے وقت مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد کا تعین کیا گیا اور ایگزیکٹو باڈی (مجلس انتظامیہ) کے عہدیداران کی اہلیت کے لئے یہ شرائط رکھی گئیں:

............عہدیدار اعلیٰ حضرت سے سچی اور غیر متزلزل عقیدت رکھتا ہو اور آپ کی دینی، ملی اور فکری کاوشوں کا فروغ اس کی زندگی کا مشن ہو۔

............وہ کئی کشتیوں کا سوار نہ ہو بلکہ صرف اور صرف ادارے کے اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں رہے۔

............وہ کسی سیاسی و دیگر گروہ بندیوں سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو۔

............اہلسنت و جماعت کے مقتدر علماء و مشائخ عظام، بزرگوں اور واجب الاحترام شخصیات کی دلی گہرائیوں سے نہ صرف یہ کہ عزت کرتا ہو بلکہ اس کے قول و عمل سے بھی اس احترام کا اظہار ہو۔

..........اس کا اپنا ذریعہ معاش ہو اور وہ ادارے کے مالی وسائل کو اپنی ذات پر خرچ نہ کرے۔

..........اس کا کوئی قول و فعل کسی مخصوص گروپ یا شخصیت سے وابستگی کا مظہر نہ ہو بلکہ صرف اور صرف خدمت مسلک اعلیٰ حضرت اس کے پیش نظر ہو۔

..........وہ ادارے کے پلیٹ فارم کو نہ تو ذاتی نام و نمود کے لئے استعمال کرے اور نہ ہی اپنی پوزیشن سے کوئی مالی و سیاسی فائدہ حاصل کرنے کا متمنی ہو۔

حضرات مندرجہ بالا کڑی شرائط پر پورا اترنے والے عہدیداروں کا حصول ہی سب سے بڑا مرحلہ تھا لیکن الحمدللہ ایسے حضرات کی ٹیم بھی فیض اعلیٰ حضرت سے میسر آ گئی۔

مجلس انتظامیہ سے متعلق عہدیداروں کے لئے شرائط آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔ اب ہم اغراض و مقاصد کی طرف آتے ہیں جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ بے شمار ادارے پہلے ہی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کیلئے اپنی کوششوں میں مصروف عمل تھے تو ادارے کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی۔ قارئین کرام یہی نکتہ بے انتہا اہم ہے جو ہم تفصیل سے بیان کرنا چاہتے ہیں۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ادارے کے قیام سے قبل اعلیٰ حضرت سے منسوب چاہے محافل عرس ہوں، فکری اور اصلاحی نشستیں ہوں یا دیگر تقاریب، ان میں ایک بات مشترک ہوتی تھی اور وہ یہ کہ ان کے شرکاء محفل، مقررین، صدر مجلس اور مہمانان خصوصی کا تعلق صرف اور صرف اعلیٰ حضرت کے عقیدتمندوں سے ہی ہوتا تھا۔ لہذا یہ طے کیا گیا کہ کیوں نہ اپنوں کے علاوہ ان شخصیات کو بھی اپنی کانفرنسوں اور تقاریب میں شرکت کی دعوت دی جائے جو یا تو اعلیٰ حضرت کی شخصیت سے صحیح معنوں میں متعارف نہیں یا ان سے فکر و نظر کا اختلاف رکھتے ہیں۔ حضرات آپ ہم سے اس جگہ اتفاق کریں گے کہ کسی ایسی محفل میں جس میں صرف اور صرف اعلیٰ حضرت کے عقیدتمند ہی شریک ہوں، اس محفل میں آپ کی ذات گرامی کی تعریف و توصیف اور خدمات کے اعتراف میں جو کچھ نذرانہ عقیدت پیش کیا جائے قدر و قیمت میں وہ کم ہے لیکن امام احمد رضا سے فکر و نظر کا اختلاف رکھنے والے، ایک کثیر مجمع میں، آپ سے عقیدت کا اظہار فرمائیں اور اپنے خیالات، مقالات، اور تقاریر میں آپ کی فکر و نظر کی تعریف کریں تو یہ بات قدر و قیمت میں انتہائی اہم ہو جاتی ہے اور اعلیٰ حضرت کے محبین کیلئے باعث مسرت بھی۔

اسی پس منظر میں ہم نے شہر کے ممتاز ہوٹلوں میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد شروع کیا اور ملک کی نامور شخصیات، محققین، مبلغین، دانشور حضرات، ہائی کورٹ، سپریم کورٹ کے جج صاحبان کو دعوت دی جنھوں نے اعلیٰ حضرت سے فکر و نظر کا اختلاف رکھتے ہوئے بھی آپ کی دینی اور ملی خدمات کو سراہا۔ قارئین کرام یہ ہمارا طریقۂ دعوت رہا تا کہ فکر اعلیٰ حضرت کو حکیمانہ انداز میں پیش کیا جائے اور ان کے خلاف پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے تارِ عنکبوت کے جالوں کی حقیقت واضح کی جائے۔

الحمدللہ ہماری کاوشیں رنگ لائیں اور مذکورہ ذی

علم شخصیات نے یوم امام احمد رضا کے موقع پر منعقدہ کانفرنسوں میں اعلیٰ حضرت کو نہ صرف یہ کہ زبردست خراج عقیدت پیش کیا بلکہ اعلیٰ حضرت کی علمی و دینی شخصیت کے کچھ ایسے گوشوں سے بھی پردہ اٹھایا جو اس سے پہلے کسی نے بھی پیش نہیں کیئے تھے۔ ان افراد کی تقاریر اور مقالہ جات کو ملکی و غیر ملکی میڈیا، پریس، ریڈیو، ٹی.وی پر نمایاں کوریج حاصل رہی، ہم نے ان تقاریر اور مقالہ جات کو نہ صرف اردو بلکہ دیگر زبانوں میں ترجمہ کروا کر بھی شائع کیا۔ ہماری اس کاوش کو مختلف حلقوں کی جانب سے بھی پذیرائی حاصل ہوئی.

ادارے کے قیام کے دیگر اہم مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

............اعلیٰ حضرت کے چھوڑے ہوئے عظیم علمی ورثہ، کو جو اس وقت تک منظر عام پر نہیں آسکا، زیور طبع سے آراستہ کیا جائے۔

............اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور آپ کے دینی، علمی، فکری کاوشوں پر تحریر شدہ مقالہ جات کو انگریزی، عربی و دیگر غیر ملکی اور مقامی زبانوں میں شائع کیا جائے۔

............اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو حقیقی معنوں میں بین الاقوامی سطح پر جدید اور بھرپور انداز میں پیش کیا جائے۔

............دانشوروں اور محققین کو ریسرچ کی طرف راغب کیا جائے اور اس سلسلہ میں ان کی بھرپور معاونت بھی کی جائے۔

............ادارے کو ایک ایسے مرکز میں تبدیل کر دیا جائے کہ جہاں ملکی و غیر ملکی سطح پر تشنگان علم و متلاشیانِ حقیقت فکر رضا سے متعلق جو معلومات چاہیں ان کو کتب اور رسائل انٹرنیٹ کی صورت میں بآسانی مہیا ہو سکیں۔

مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے سلسلے میں ہمیں کیا کامیابی حاصل ہوئی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل چند باتوں سے لگایا جا سکتا ہے۔

............ملکی و غیر ملکی دانشوروں اور محققین سے بے شمار تحقیقی مضامین اردو، انگریزی، عربی و دیگر زبانوں میں لکھوا کر شائع کئے گئے اور پاکستان کے علاوہ دیگر کئی ممالک میں مفت تقسیم کئے گئے۔

............۱۵ اسکالرز سے زیادہ شخصیات نے اعلیٰ حضرت پر ڈاکٹریٹ اور ایم فل کی ڈگریاں حاصل کیں۔

............ادارہ کا آفس کراچی کے وسط میں جدید ترین سہولتوں مثلاً ٹیلیفون، فیکس، کمپیوٹر، ای میل وغیرہ سے مزین ہے۔

............مختلف علمی اور دینی حلقوں میں ادارے کا ایک باعزت مقام ہے۔

............سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہمیں ملک اور بیرون ملک سے خطوط، ای میل اور فیکس موصول ہوتے ہیں جن میں جو معلومات درکار ہوتی ہیں وہ کتب و رسائل، مقالہ جات کی صورت میں جلد سے جلد ان کو ارسال کی جاتی ہیں۔

ہمیں یہ تحریر کرتے ہوئے بھی مسرت ہوتی ہے کہ اہلسنت و جماعت کے مقتدر علماء کرام، مشائخ عظام اپنے غیر ملکی تبلیغی دوروں کے دوران بھی اپنے مریدین و معتقدین کو اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور آپ کے دینی و علمی ذخائر کے

حصول کے سلسلے میں ہمارے ادارے کا نام، پتہ اور ٹیلیفون نمبر ان کو عنایت کر دیتے ہیں اور ہم ان کو وہ علمی مواد جو درکار ہوتا ہے فراہم کر دیتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ بات باعثِ عزت وتقویت ہے۔

حضرات گرامی ہم یہاں یہ بات بھی عرض کر دیں کہ ادارے کی مجلس عاملہ کے تمام اراکین نہ صرف یہ کہ اعزازی طور پہ خدمات انجام دے رہے ہیں بلکہ ادارے کے قیام سے لیکر آج تک ہم ادارے کے وسائل اور آمد و خرچ کے گوشواروں کا باقاعدہ ہر سال ایک چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ فرم سے آڈٹ بھی کرواتے ہیں۔

ہمارے لئے یہ بات موجب صد افتخار ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فضل وکرم سے ہماری مندرجہ بالا ادنیٰ سی کوششوں کو نہ صرف عقیدتمندانِ اعلیٰ حضرت بلکہ دیگر علمی، دینی، فکری حلقوں کی جانب سے ہمیشہ پذیرائی ملی۔ ان کامیابیوں کے حصول کے سلسلہ میں ہم تمام معزز علماء کرام، مشائخ عظام، دینی مدارس کے اساتذہ اور طلبہ اور اہلسنت و جماعت کی اہم شخصیات و دیگر معاونین محبین اور مخلصین کے بھی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہیں کیونکہ کہ ان کی رہنمائی، سرپرستی اور حوصلہ افزائی کے بغیر ہم یہ سب کچھ حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اس سلسلے میں ہم بالخصوص اپنے سرست اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کے انتہائی ممنون ہیں کہ جن کی سرپرستی، بے لوث خدمات اور مسلسل رہنمائی ہمیں حاصل رہی۔ ڈاکٹر صاحب کا نام اب ماہر رضویات کے طور پر تمام عالمی علمی حلقوں میں جانا پہچانا جاتا ہے بالخصوص اعلیٰ حضرت کو بین الاقوامی کینوس پر متعارف کروانے میں ڈاکٹر صاحب کی خدمات کا ہر سطح کے علمی حلقوں میں اعتراف کیا جانے لگا ہے۔

قارئین کرام! جیسا کہ عرض کیا گیا کہ جہاں ہماری بے لوث کاوشوں کو عقیدتمندانِ اعلیٰ حضرت، معزز علماء کرام و دیگر علمی شخصیات کی جانب سے بے انتہا پذیرائی ملی وہیں عاجزی کے ساتھ ہمیں اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ ہم سے اس دوران نادانستہ کوتاہیاں اور فروگذاشتیں بھی ہوئی ہوں گی۔

انسان غلطی کا پتلا ہے اور ہم بھی انسان ہیں ہم سے بھی سہواً کوئی غلطی ہو سکتی ہے۔ ہم اپنے تمام معزز علماء کرام، مشائخ عظام، محبین و مخلصین و معاونین سے گزارش کرتے ہیں کہ ہماری کارکردگی کا سال بہ سال جائزہ لیتے رہیں، فروگذاشت کی نشاندھی فرما کر ہمیں اصلاح کا موقع عنایت فرمائیں خوب سے خوب تر کی طرف ہماری رہنمائی فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں کہ ہم جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوکر کون سا راستہ اپنا کر ترویج مسلک اہلسنت کی خدمات بہتر طریقے سے انجام دے سکتے ہیں۔ ہم آپ کے انتہائی ممنون ہوں گے۔ یاد رکھئے کہ اب تک کے سفر میں کامیابیاں بھی آپ ہی حضرات کے تعاون و رہنمائی کی رہینِ منت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے اور سید عالم ﷺ کے طفیل ہمارے اس سفرِ خیرو برکت کو تا صبح قیامت جاری وساری رکھے۔ (آمین)

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکومت پاکستان

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۱، اسلام آباد (پاکستان)

فون : ۹۲-۵۱-۹۲۸۰۱۳۳
۹۲-۵۱-۹۲۱۳۲۹۴
فیکس : ۹۲-۵۱-۹۲۸۰۵۳۳
ای میل : KRL@comsats.net.pk

ڈاکٹر عبدالقدیر خان، نشان امتیاز اینڈ بار ۔ ہلال امتیاز
مشیر خاص چیف ایگزیکٹو پاکستان برائے
سٹریٹجک پروگرام و امور کے آر ایل

پیغام

میرے لیے یہ امر باعث مسرت ہے کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان اگست ۲۰۰۲ء میں ''مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس'' شائع کر رہا ہے جس میں امام موصوف کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر مضامین اور عالم اسلام کے اسکالرز' علماء اور مفکرین کے پیغامات شائع کیے جائیں گے۔

تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جب بھی دین حق کے خلاف استعماری قوتیں برسرپیکار ہوئیں اور اسے نقصان پہنچانے کی کوششیں کی تو اللہ رب العزت نے ان کے مکروہ عزائم کو روکنے کے لیے ایک ایسی جلیل القدر ہستی کو پیدا کیا جس نے اپنے فکر و عمل کے ساتھ ہر محاذ پر مردانہ وار مقابلہ کیا اور بھرپور انداز سے اسلامی فکر کی ایسی ترجمانی کی کہ اسلام دشمن قوتوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ جذبۂ عشق رسول ﷺ سے سرشار امام احمد رضا بریلوی کا شمار بھی تاریخ کی ایسی شخصیات میں ہوتا ہے کہ جنھوں نے اپنی تصنیفات و تالیفات سے برصغیر کے مسلمانوں میں ایک نیا فکری انقلاب پیدا کیا اور ہر محاذ پر اسلامی فکر کو اجاگر کیا۔ آپ نے مسلمانوں کو دینی شعائر پر قائم رہنے کی تلقین کی اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو جدید تعلیم حاصل کرنے کی طرف بھی راغب کیا اور ایسے تمام علوم کو سیکھنے پر زور دیا جو فکری اعتبار سے دین اسلام سے متصادم نہیں ہیں۔ بلاشبہ مسلمانوں میں سماجی شعور کی ترویج و اشاعت' دینی و دنیاوی علوم کے فروغ اور مسلمانوں کے جداگانہ سیاسی و سماجی تشخص کے تحفظ کے لیے آپ کی خدمات قابل تحسین ہیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ کا ادارہ امام احمد رضا بریلوی کی تعلیمات کو عام کر کے ملک عزیز میں قومی اتحاد اور ہم آہنگی کی فضا کو قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان
نشان امتیاز اینڈ بار' ہلال امتیاز

Lt. Gen. (Retd.)
Moin-ud-Din Haider

Minister for Interior and Narcotics Control ISLAMABAD.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وفاقی وزیر داخلہ کا پیغام

امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۲

مجھے یہ جان کر نہایت مسرت ہوئی کہ برصغیر پاک و ہند کی اسلامی تاریخ کے عظیم مفکر، نابغہ عصر، فقیہ بے مثل ، سچے عاشق رسول ﷺ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے علمی اور ملی کارناموں اور ان عبقری شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر متعارف کرانے کے لئے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) ہر سال ایک علمی مجلس منعقد کرتا ہے جس میں ملک اور بیرون ملک کے اسکالرز اور دانشور حضرات اپنے تحقیقی مقالہ جات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

بلاشبہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ہمہ جہت شخصیت جو اپنے معاصرین میں نہایت قدآور اور ممتاز نظر آتی ہے، کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ہم جب ایک طالب علم کی حیثیت سے ان کی حیات اور کارناموں کا جائزہ لیتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ کون سا علم تھا جسمیں ان کو دسترس حاصل نہ تھی۔ علوم اسلامیہ کے علاوہ اپنے دور کے تمام علوم جدیدہ اور قدیمہ بشمول سائنس، فلسفہ و منطق پر انکے عبور نے آج بھی علماء، سائنسدانوں، ریاضی دانوں اور ہیئت دانوں کو حیرت و استعجاب میں مبتلاء کر رکھا ہے۔ کتاب الٰہی اور عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی زندگی کا مرکز و محور رہے اور انہوں نے ساری زندگی اس سرچشمہ خیر کے فیضان کو ہر سطح تک پہنچانے میں بسر کی۔ علامہ اقبال نے ان کی راسخ العلمی اور فقہی بصیرت کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ برصغیر میں جداگانہ مسلم شناخت کے سلسلے میں جس سطح کا کام انہوں نے انجام دیا ہے۔ اس دور کے علمی اور دینی حلقوں کے بہت کم لوگوں کے حصہ میں آیا۔ وہ پرکھنے والی آنکھیں رکھتے تھے اور صاحب بصیرت مدبر تھے۔ وہ سیاست میں تشدد اور توڑ پھوڑ کے خلاف تھے۔ بلکہ سنجیدہ دائرہ قانون میں رہتے ہوئے بھرپور سیاسی جدوجہد کے داعی تھے۔ ان کی ذات مسلمانان برصغیر کی اجتماعیت کا مرکز تھی۔ انہوں نے تمام زندگی مسلمانوں کو عشق رسول ﷺ کے مرکزی نکتہ پر متحد و متفق ہونے کا پیغام دیا۔ آج امت مسلمہ خصوصاً مملکت خداداد پاکستان جس نازک دور سے گذر رہی ہے ان کا یہی عمل اور پیغام ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

معین الدین حیدر

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) معین الدین حیدر

سردار محمد سیاب خالد

سپیکر

قانون ساز اسمبلی آزاد جموں وکشمیر

مظفر آباد

فون دفتر: 39126 - 39127

رہائش: 49141

فیکس: 32279

نمبر پی اس / 458

مورخہ 16-7-2002

مکرمی

سید وجاہت رسول قادری صاحب

صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

السلام علیکم!

پورے عالم کی راہنمائی میں امت مسلمہ کا مرکزی کردار رہا ہے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پوری انسانیت کی رشد وہدایت کے لئے مبعوث فرمائے گئے- آپؐ کے وصال کے بعد خلفاء راشدین صحابہ کرامؓ، علماء کرام واجمعین کا رشد وہدایت والا سلسلہ جاری وساری ہے- برصغیر پاک وہند میں علماء کا انتہائی اہم رول رہا ہے- جن میں حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی کا شمار صف اول میں ہوتا ہے- جنہوں نے میراث نبوت کا پاسبان ہونے کا شرف حاصل کیا- نہ صرف برصغیر بلکہ پورے عالم کے مسلمانوں اور انسانیت تک اسلام کا آفاقی پیغام پہنچانے کے لئے ایک ہزار سے زائد کتب تصنیف کیں- علم حدیث میں ۲۴۰ کتب اور علم فقہ کی ۹۰ کتب پر مکمل عبور حاصل کیا- ان کی تصنیف شدہ کتب امت مسلمہ کی راہنمائی کا سبب بن رہی ہیں- مولانا شاہ احمد رضا خان کا شمار انہی عظیم ہستیوں میں ہوتا ہے- جنہوں نے جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو اپنے دینی و ملی تشخص کو قائم رکھنے کے قابل بنایا- ان کے سیاسی نظریات قیام پاکستان کے لئے جذبہ محرکہ ثابت ہوئے انہوں نے مسلمانوں کی معاشی وفلاحی راہنمائی کی- مولانا برصغیر میں مسلم اقدار کی تقویت کا باعث بنے ملک پاکستان کے قیام میں ان کی خدمات سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں- آپ نے برصغیر کے مسلمانوں میں دین اسلام کے فروغ اور سربلندی کے لئے بھرپور کردار ادا کیا- آپ نے سب سے زیادہ توجہ علم اور ہنر سیکھنے کی طرف مبذول کروائی- آپ نے مسلمانوں کو بینکنگ سسٹم قائم کرنے کا شعور دیا اس حوالے سے آپ کے دو رسائل کفل الفقیہ الفاهم اور تدبیر فلاح ونجات واصلاح قابل ذکر ہیں- امام احمد رضا خان محدث بریلوی نے (کنزالایمان) کے نام سے قرآن مجید کا اردو ترجمہ کرکے برصغیر کے مسلمانوں کو تعلیمات الٰہی سے روشناس کروایا-

امام احمد رضا محدث بریلوی کی تعلیمات آج بھی مسلمانوں کی راہنمائی وہدایت کے لئے روشن مینار کی حیثیت رکھتی ہیں ان علمی، ادبی، دینی، سیاسی تعلیمات کے حوالے سے ادارہ تحقیقات امام رضا انٹرنیشنل کا قیام اور مجلہ کی اجرائیگی انتہائی مستحسن اقدام ہے- آپ کی ان نیک کاوشوں میں میری دعائیں شامل حال رہیں گی-

والسلام

محمد سیاب خالد

سردار محمد سیاب خالد

ادارہ تحقیقات احمد رضا کے نام ڈائریکٹر جنرل وزارت مذہبی امور کا پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ ادارہ تحقیقات احمد رضا ہر سال حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کی علمی اور دینی خدمات کے اعتراف میں کانفرنس کا انعقاد کرتا ہے۔

بلاشبہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ ایک اایسے عالم تھے جنہوں نے مسلمانان عالم اور بالخصوص مسلمانان برصغیر پاک و ہند میں ملی تشخص کو اجاگر کرنے اور دینی حمیت کو بیدار کرنے میں گرانقدر خدمات انجام دیں. ان کی مساعی جمیلہ نے برصغیر میں دو قومی نظریہ کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا، جس سے بانیان پاکستان کے ارادوں کو تقویت پہنچی اور آگے چل کر حصول مملکت خداداد پاکستان ممکن ہوا. انہوں نے زندگی کے مختلف شعبوں میں مسلمانوں کی رہبری کا فریضہ انجام دیا اور ساری عمر علم کی ترویج و اشاعت میں گزار دی۔

مولانا احمد رضا خاں کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ زبان و قلم اور فکر و عمل میں عشق رسول ﷺ ہی ان کا مرکز و محور رہا اور زندگی کے تمام پہلو خواہ وہ مسند افتاء ہو درس تدریس ہو یا معاملات معیشت و معاشرت ہوں، ان میں عشق رسول ﷺ کا عنصر نمایاں ہے۔

اس عظیم عاشق رسول ﷺ کی یاد میں کانفرنس کا انعقاد یقیناً دلوں میں محبت رسول پیدا کرنے کا ذریعہ بنے گا. اس احسن اقدام پر وزارت مذہبی امور ادارہ تحقیقات احمد رضا کو دلی مبارک باد پیش کرتی ہے۔

والسلام

(ڈاکٹر حبیب الرحمان)

ڈائریکٹر جنرل

وزارت مذہبی امور، زکواۃ و عشر

فون 9207880

فون نمبر: ۷-۹۲۴۳۱۳۱
توسیع: ۲۲۸۷

شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

تاریخ: ____________

مراسلہ نمبر ____________

برصغیر میں حدیث کا علم ابتداءً تو امام صغانی کی کتاب مشارق الانوار سے آیا اور برصغیر کے عوام و خواص کو حدیث سے آگاہی ہوئی اسی طرح برصغیر میں عشق رسول کی تحریک احمد رضا خان مدظلہ کی تصانیف سے پیدا ہوئی۔ موصوف مجدد الملت تھے اور معقولات و منقولات کا کوئی سا گوشہ ہو جس پر ان کی محققانہ تحریر منارۂ نور نہ بنی ہو، تاہم انہوں نے جس درجہ لطافت و لطیفت اور خرد افروزی کے ساتھ مدحت رسول کی اور عشق رسول کی آگ سے ہر صاحب ادراک کے قلب کو گرمایا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

قابل صد تحسین ہے وہ شخصیت کہ جس نے ہماری آنکھوں پر سے صدیوں کے پڑے ہوئے پردے ہٹائے اور ہمارے رخ کو کائنات کی اس عظیم ہستی کی طرف پھیر دیا کہ جو تخلیق کائنات کا سبب بنی۔

۱۲ اگست
۲۰۰۲ء

Phone : 442289

SEERAT ACADEMY BALOCHISTAN

(REGISTERED)

272 A-O Block III,
Satellite Town,
QUETTA

Ref. No. SAB-11

محترمی جناب سید وجاہت رسول قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مقام شکر ہے کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ) پاکستان اپنی تابندہ روایت کو مستحکم کرتے ہوئے اس سال بھی امام احمد رضا کانفرنس کا اہتمام کررہا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے علمی، تحقیقی، دینی اور سائنسی کام اور کلام کی مختلف جہتیں ہیں۔ انہوں نے فکری میدان میں دو قومی نظریے کو قوت بخشی اور مسلمانان برصغیر کے لیے جدا مملکت کے تصور کو ابھارا۔

سیّد الکونین باعث ایجاد عالم حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک چاردانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ اسی مبارک مہک کے بارے میں حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں ؎

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احکامات ربی اور اسوۂ حسنہ پر پوری طرح عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

والسلام
ناچیز
محمد انعام الحق کوثر
(پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر)

۱۸ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ قادریہ بصیرپور (اوکاڑہ)

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ

☎ 0092 - 04449 - 71014 / 72214 ○ حوالہ نمبر ——————

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین اسلام اور شریعت مصطفوی کی آب یاری، ترویج واشاعت اور احیاء وتجدید کے لئے جن رجال دین نے غیر معمولی خدمات سرانجام دیں، ان میں نمایاں ترین نام امام احمد رضا بریلوی کا ہے----- عام طور پر ارباب علم وفضل کو کسی ایک فن میں مہارت ہوتی ہے، مگر اعلیٰ حضرت کی حیات مبارکہ پر نظر ڈالیں تو مسرت زا حیرت ہوتی ہے کہ آپ جملہ علوم وفنون میں درجہ امامت پر فائز تھے----- بلاشبہ آپ ملت اسلامیہ کی عظیم عبقری شخصیت تھے، جن کی زریں خدمات کے پیش نظر ان کا اسم گرامی جریدۂ عالم پر ثبت ہو کر دوام پا گیا-----

امام احمد رضا، شریعت وطریقت کے مجمع البحرین تھے، آپ کا سینہ علوم ومعارف کا گنجینہ اور حکمت وموعظت کا خزینہ تھا----- ان کے ضمیر وخمیر میں عشق رسول ﷺ کا رچاؤ تھا----- یہی وجہ ہے کہ آپ کی حیات مقدسہ کا لحہ لحہ سنت مصطفیٰ ﷺ سے عبارت تھا----- انہوں نے ادب وتعظیم مصطفیٰ ﷺ کے فروغ کے لئے اپنا قلم وقف کر دیا تھا----- آپ کی ایک ہزار سے زائد تصانیف اس امر پر شاہد عادل ہیں کہ جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا، عشق وادب مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے لہرا دیے----- خصوصاً ترجمۂ قرآن اسم بامسمّٰی کنز الایمان ہے کہ جس کا حرف حرف، جان ایمان، حبیب رحمان ﷺ کی محبت کا ترجمان ہے----- اسی عشق رسول کی تاثیر تھی کہ آپ کے فتاویٰ میں ثقاہت اور اجتہاد میں اصابت تھی----- آپ کا فتاویٰ رضویہ عقلی ونقلی دلائل وبراہین سے مزین ومبرہن ہزاروں مسائل کا حل اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے اور بعض خصوصیات کی بنا پر تنہا پوری تاریخ فتاویٰ پر بھاری دکھائی دیتا ہے----- آپ کے فتاویٰ عشق رسول کی تاثیر اور فیضان نبوی کی تصویر وتعبیر تھے----- یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے فتاویٰ کا نام ''العطایا النبویه فی الفتاوی الرضویه'' رکھا-----

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے اراکین بلاشبہ لائق صد مبارک باد ہیں کہ وہ اس عظیم رہنما کے افکار کو فروغ دینے کے لئے عالمی سطح پر مثالی کردار ادا کر رہے ہیں----- اللہ تعالیٰ جل وعلا جملہ اراکین ومعاونین ادارہ کو مزید ہمت عطا فرمائے اور برکات وسعادت دارین سے نوازے-----

آج کے اس مادیت زدہ دور میں ملت اسلامیہ کو جن مشکلات کا سامنا ہے، ان سے عہدہ برا ہونے اور امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لئے امام احمد رضا کے مشن پر گامزن رہنے، خاص طور پر آپ کے تعلیمی اور معاشی نظریات کو سمجھنے اور انہیں ترویج دینے کی بے حد ضرورت ہے-----

اللہ تعالیٰ جل وعلا امت مسلمہ کو سربلندی عطا فرمائے-----

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالٰی و سلم علیه و آله و اصحابه اجمعین

والسلام

(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری

مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (اوکاڑا)

فون نمبر: ۷۱۰۱۴ (۰۴۴۴۹)

فیکس نمبر: ۷۲۲۱۴ (۰۴۴۴۹)

پروفیسر ڈاکٹر
سید محمد عارف
پی ایچ۔ڈی۔
صدر شعبہ اُردو،
گورنمنٹ ایس۔ای۔ کالج بہاولپور

حوالہ آپ کا مراسلہ : ۶/۷/۲۰۰۲ء

تاریخ ۲۳ر جولائی ۲۰۰۲ء

محترم سید صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؒ کے افکار اور ان کے مشن کی ترویج و اشاعت، ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے وقت کا اہم تقاضا ہے۔ اس ضمن میں آپ کے ادارے کی مساعی یقیناً قابل تحسین ہیں۔ ارکانِ ادارہ نے انتہائی خلوص اور محنت سے حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہٗ کی رہنمائی میں حقائق کو ایسے پُروقار، دل نشیں اور محبت بھرے دھیمے انداز میں پیش کیا کہ اب بیگانے بھی یگانہ بن رہے ہیں ––– تاریخ کی غلطیوں کا اعتراف کیا جا رہا ہے کہ 'ہندو مسلم۔ بھائی بھائی' کا نعرہ لگانے والوں کے مقابلے میں دو قومی نظریئے کی راہ دکھانے والے قافلۂ عشاق کے رہنما اعلیٰ حضرتؒ ہی مومنانہ فراست کے حامل تھے ––– اب یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ نے ہی اُس فکرِ صحیح کی نشاندہی کی، جس کی بنیاد پر سنّی کانفرنس کا انعقاد ممکن ہوا، اور یہ ان ہی کے ہم خیال علماء و مشائخ تھے جنہوں نے تحریکِ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ––– اور ––– پاکستان کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ اب دنیا اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ سرزمینِ نجد سے اٹھنے والے طوفان کا بطلان ضروری تھا، جس نے مسلمانوں کے دلوں سے 'روحِ محمد' صلی اللہ علیہ وسلم نکالنے کی سازشوں کو عملی جامہ پہنایا ––– جس نے مسلم اُمّہ کو روحانی اور جغرافیائی اعتبار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ––– یہ اعلیٰ حضرتؒ تھے کہ ترکِ دنیا کا مشورہ دینے والوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی معیشت کی بحالی کا بے مثال منصوبہ پیش کیا ––– آپؒ نے قدیم علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم پر مہارت تامہ حاصل کر کے اس بات کا عملی ثبوت دیا کہ حکمت، مومن کی گم شدہ میراث ہے ––– غرض یہ کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ہر جہت میں مسلمانوں کی رہنمائی کا حق ادا کیا۔ آج عالم اسلام کی بدبختی کا یہی علاج ہے کہ دین کی صحیح فکر کو فروغ دیا جائے۔ ادارہ تحقیقات کے تحت زبان و قلم کا جو جہاد کیا جا رہا ہے وہ ایسا انقلاب آفریں قدم ہے جس کی مسلم امہ کو اشد ضرورت تھی۔ ادارے کے لئے دعاگو ہوں کہ اس کی مساعی کے نتیجے میں اعلیٰ حضرتؒ کا پیامِ عشق عام ہو کر مسلمانوں کی سربلندی کا سبب بن جائے۔

آپ کا مخلص،

محمد عارف
۲۲/۷

341-C, Satellite Town, Bahawalpur. Tel: 0621 - 80735
E-mail: samsyed83@hotmail.com

الأستاذ الدكتور حسين مجيب المصرى
الأستاذ بقسم اللغات الشرقية من جامعة عين شمس
والعضو الخبير بالمجمع اللغوى
٣ شارع الملك الأفضل ، الزمالك
القاهرة ، مصر
تليفون المنزل : ٧٣٨٢٥٠٢
تليفون العمل : ٦٨٤٨٢٨٠

إلى مولانا السيد وجاهت رسول القادرى

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ، أما بعد ..

شـد ما أسعدنى أن رغبتم إلىّ أن أبعث برسالة إلى مؤتمركم الموقر ، شكر الله لكـم وأحسـن مثوبـتكم . ولكم وددت لو أكون معكم ومضة فى شمسكم ، وقطرة فى بحركم ، أطارحكم آياتي مودتي ، وآخذ بأطراف الأحاديث بينى وبينكم ، وحديثنا أحسن الكَـلِـم .

ولكنكم إن وقفتم على حقيقة شأني وكنه حالى ، وجدتم لى من المعرفة ما لا أجد لنفسى ، فأنا كما تعلمون ضرير أعيش فى ديجور لا أرى شعاعاً من نور ، وما قدر الله كان ، وأنا لا أملك إلا الرضا بما قسم الله لى .

وبالذكـر حقـيق أن يسر الله لِى نقل **المنظومة السلامية** ، **وصفوة المديح** إلى الشـعر العـربى بالـتعاون مع ولدى البار الدكتور **حازم محمد أحمد محفوظ** . وفى تصـورى أنـى حينئذ أديت الأمانة وبلغت الرسالة ، وعرفت ما استوجبته على نفسى بإنجاز هذا الصنيع ، فلقد عرفت بهذا الفقيه العالم الشاعر فى رحاب البلاد الإسلامية ، ذلك العَلَم العظيم بين أعلام الإسلام العظام فى العصرُ الحديث ، الذى رفع الدين الحنيف إلى القمة بفتاويه عند سواد الناس ، فبصرهم بدينهم وحلالهم وحرامهم . ولا إخالنى إلا صادقا إذا قلت إنى أحسنت صنعا بنقل مدائحه النبوية ، وهى خير ما مُـدح به **الرسول الكريم صلى الله عليه وسلم** ، بشعر فى لغات الشعوب الإسلامية . لقد نقلته إلى الشعر العربى مع الشرح والإيضاح ، وفى يقينى أن الشعر فى لغات الشعوب الإسلامية ينبغى أن يـترجم إلـى شـعر فى لغة الضاد ، وهذا مذهب لى لا أعدل عنه ، وفى رأيى أن المترجم الحق هو من يقتدر على أن يجعل النقل أروع من الأصل .

لقـد أنصـفتم بارك الله فيكم وكلل بالنجح مسعاكم ، وحقق لكم مُناكم ، بعقدكم مؤتمـركم هذا . إنكم حينئذٍ جمعتم أهل لا إله إلا الله فى وحدة لا انفصام بين عُـراها وبذلك أحسنتم صُنعاً .

ولقد دأبتم على ذلك فى كل عام ، فنصرتم الإسلام وذكرتم بأحد أقطابه الأنام ، مولانا **أحمد رضا القادرى** ، وذلك فى اتصال ودوام . والله أسأل أن تسير سفينتكم بريح طيبة ، وأن يتقبل الله ما تبذلون من جهد ، لكم به الوسيلة فى جنة الخلد .

القاهرة فى
١٢ من يوليو عام ٢٠٠٢م **دكتور حسين مجيب المصرى**

بسم الله الرحمن الرحيم

***

الأستاذ الدكتور / محمد عبد المنعم خفاجى
الأستاذ بجامعة الأزهر ومعهد الدراسات الإسلامية
وعميد كلية اللغة العربية – الأسبق من جامعة الأزهر
ورئيس رابطة الأدب الحديث ومجلة الحضارة
والحائز لوسام الآداب من الطبقة الأولى
٣٩٤ شارع فيصل – الجيزة – مصر
تليفون : ٥٨٥٠٧١٥ (القاهرة)

فضيلة الشيخ **السيد وجاهت رسول القادرى**

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ، أما بعد ..

فإن مؤتمركم العلمى لذكرى الداعية الإسلامى الكبير الشيخ أحمد رضا القادرى – رحمه الله تعالى رحمة سابغة – الذى يعد من أعلام الإسلام فى القرن العشرين ، يستحق منا كل تقدير وإجلال وتكريم .

كان الشيخ أحمد رضا القادرى ينادى دائماً بأن على المسلمين أن يعملوا بدينهم وبكتاب الله وسنة رسوله .

وكان الشيخ أحمد رضا القادرى – الملقب بشاعر الرسول – يرتل الأناشيد فى شعره الأردى فى جلال وعظمة الرسول ، ولهذه الأناشيد الصدى الكبير فى كل مكان .

تحية إجلال وتقدير لكم ولكل من يشارك فى مؤتمركم من علماء وأدباء ومفكرين ، ولكم جميعاً منا الدعاء .

والله ولى التوفيق

فى الأول من جماد الأول عام ١٤٢٣هـ

أ.د / محمد عبد المنعم خفاجى

بسم الله الرحمن الرحيم

***

الأديبة الناقدة

عائدة عبد العزيز أبو زهرة

٣٠ شارع شعبان أبو زيد من الوفاء والأمل
مشعل – الهرم – الجيزة
جمهورية مصر العربية
ت : ٣٨٦٣٦٩٧

سعادة العلامة السيد وجاهت رسول القادرى
رئيس مركز بحوث الإمام أحمد رضا القادرى
ورئيس المؤتمر العالمى للإمام أحمد رضا القادرى

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته .. وبعد ،،

أقول وبالله التوفيق ، إنه لعمل عملاق من المسئولين لعقد مؤتمر لإحياء ذكرى أحد أعلام الإسلام المجاهدين فى نشر مبادئ الإسلام وقيمه الخالدة ، وخاصة فى هذه الأيام التى يحارب فيها المسلمون فى شتى بقاع الأرض ، وعقد هذا المؤتمر لإحياء ذكرى الشيخ **محمد أحمد رضا القادرى رضى الله عنه** ليس بغريب على باكستاننا الشقيقة الحبيبة ، باكستان الرائدة الصاعدة وإحدى منارات الإسلام الشامخة بعلمائها وأدبائها ، فقد أنجبت الكثير من الأدباء والشعراء والعلماء الذين درسوا الكثير من لغات العالم ونشروا عن طريقها العلوم المختلفة ، التى أنارت دروب الإنسانية جمعاء وعلى رأسها العلوم والثقافة الإسلامية – من أمثال هؤلاء شاعر الإسلام العلامة **محمد إقبال** والعالم الأديب الشاعر الشيخ **محمد أحمد رضا القادرى السنى الحنفى** ، والذى اجتمع أهل الدين والعلم فى الهند على تلقيبه "بمجدد القرن" ، ومجَّده المسئولون بوضع اسمه على الكثير من المساجد والمدارس والجامعات تقديراً وتوقيراً لأعماله الرائعة ، ويحتفلون بذكراه الخالدة فى شهر صفر من كل عام .

وقد أشاد به العلامة **إقبال** فى عبقريته ، وكان شديد الإعجاب به وقال عنه : "إن شبه القارة الهندية ، من أقصاها إلى أقصاها ، لم يولد فيها من يشبهه فى عبقريته ، وأنه يُعد أبا حنيفة فى عصرنا الحاضر ، لشدة ذكائه وعمق تفكيره وسديد آرائه" .

سعادة السيد وجاهت رسول القادرى

تمنياتى من أعماق قلبى بنجاح مؤتمركم ، وأن تتحقق به بإذن الله أماني وآمال الأمة الإسلامية ، وخاصة فى هذه الفترة العصيبة من تاريخها .

وتقبلوا فائق الاحترام
والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

١٣ يوليو عام ٢٠٠٢ م **عائدة عبد العزيز أبو زهرة**

University of Sindh

JAMSHORO, SINDH - PAKISTAN

Cable:"UNISINDH"
Off: (0221) 771363
Off: (0221) 771372
Res: (0221) 771193
Res: (0221) 771246
vicechan@hyd.paknet.com.pk

Mazharul Haq Siddiqui
VICE-CHANCELLOR

MESSAGE

I am pleased to learn that as a regular feature Idara-e-Tahqeeqat-e-Imam Ahmed Raza is organizing a Conference under the caption, "IMAM AHMED RAZA CONFERENCE-2002" scheduled to be held at Karachi very soon to commemorate Imam Ahmed Raza Khan, Al-Afghnani, Al-Hindi, the great Scholar, Saint, Faqih, Intellectual of Century and Writer of over 1000-books on more than 70-subjects of Islamic teachings and new and old sciences.

To revitalize the spirit of learning and research in Pakistan, it is necessary to seek inspiration and guidance from both the present and the past sources of knowledge. Aala Hazrat Faszil-e-Bareilvi Shah Imam Ahmed Raza Khan, set an example both in faith and learning for the posterity to follow.

The highly honored saint scholar Ahmed Raza Khan was one of the greatest Muslim luminaries of the Indo-Pakistan sub-continent. His contribution towards strengthening the foundation of the faith and advancing the cause of education and scientific knowledge stands un-excelled in many respects. He was a great teacher of his times and also a great leader in religious, social and political thoughts. The Bareilvi Movement founded by him contributed not only to the religious revival among the Muslims but also to their political consciousness which also strengthened the Pakistan Movement.

The scholars gathering on the occasion will revive his service and contributions, which he made for strengthening the foundation of Islam in the sub-continent. I hope that the conference will be organized in a befitting manner.

I congratulate to Moulana Wajahat Rasool Qadri and his companion to the success in their endeavors.

Mazharul Haq Siddiqui

سعدیہ راشد
SADIA RASHID
President
Hamdard Foundation Pakistan

Al-Majeed, Hamdard Centre,
Nazimabad-3 Karachi-74600, Pakistan
Phone Office: 6616001-4,6620945-9
Telefax: (92-21) 6611755
E-Mail:hamdard@khi.paknet.com.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۹؍جمادی الاول ۱۴۲۳ ہجری

9-اگست 2002 عیسوی - ۶۰۶

یہ خبر باعث مسرت ہے کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی جانب سے ہر سال کی طرح اپنی شاندار روایات کے ساتھ اس سال بھی ایک کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی شخصیت کے امتیازات اور دینی خدمات کے صدہا عنوانات میں ایک اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں میں راسخ الاعتقادی پیدا کی، وہ راسخ الاعتقادی جس کو مغرب بنیاد پرستی کہتا ہے۔

امام احمد رضا کی عظیم ترین خدمت یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو الحاد، بے دینی اور لبرل اسلام جیسے فتنوں سے بچایا اور دین کا تصور محکم عطا کیا۔ انہوں نے فکر و اعتقاد کی پختگی کی روشن روایات کو فروغ دیا اور یہ بتایا کہ دین اللہ پر اور اس کے رسول پر غیر متزلزل ایمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، اتباع، اور ان پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے جذبۂ لافانی کا نام ہے۔ مسلمان اپنے اسی طرز فکر و اعتقاد کی بنا پر آج بھی ناقابل تسخیر ہیں۔

امام احمد رضا کی ایک عظیم دینی خدمت قرآن کریم کا ترجمہ بھی ہے، جو کتاب اللہ سے ان کے شغف کا بین ثبوت ہے، اور حق یہ ہے کہ اپنے گوں ناگوں محاسن کی وجہ سے تمام معاصر تراجم پر فائق ہے۔ ایسے شگفتہ، رواں، اور صاف و معنی خیز ترجمے کی کوئی مثال نہیں۔ عربیت پر ایسا عبور تھا کہ اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے ہر لفظ کی معنویت کا پورا پورا خیال رکھا۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس کو اللہ تعالیٰ کامیابی بخشے، آمین!

سعدیہ راشد

بگرامی خدمت جناب محترم سید وجاہت رسول قادری صاحب
صدر ''ادارۂ ترقیات امام احمد رضا''
۲۵، سیکنڈ فلور، جاپان مینشن، رضا (ریگل) چوک،
کراچی۔

Dr. Hazem Mohammad Ahmed
Lecturer in Urdu dep.
Faculty of Languages and Translation
Al-Azhar University
Nasr City, Cairo, Egypt
Tel. Home ٧٥٨٣١٧١
Mobile. ٠١٠٥٢٧٦٣٤٨
Tel. Work ٢٦١٥٢٣٧ – ٢٦١٤٩٧٢
Fax. ٢٦٣٨٠٤٣
E.mail : dr-hazem٢٨@hotmail.com

دكتور حازم محمد أحمد محفوظ
مدرس اللغة الأردية وآدابها
كلية اللغات والترجمة
جامعة الأزهر الشريف
مدينة نصر - القاهرة - مصر
هاتف المنزل : ٧٥٨٣١٧١
الهاتف المحمول : ٠١٠٥٢٧٦٣٤٨
هاتف العمل : ٢٦١٥٢٣٧ - ٢٦١٤٩٧٢
فاكس العمل : ٢٦٣٨٠٤٣
البريد الإليكترونى

إلى المؤتمر العلمى العالمى الكبير
مؤتمر الإمام الأديب أحمد رضا القادرى
لعام ١٤٢٣هـ / ٢٠٠٢م

فضيلة الإمام الشيخ السيد وجاهت رسول القادرى
رئيس مركز بحوث الإمام أحمد رضا القادرى ورئيس المؤتمر
كراتشى – باكستان

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ، أما بعد ،،

فقد طابت نفوسنا وقرت عيوننا وانتشت قلوبنا ، بنبأ اعتزام مركزكم الموقر ، **مركز بحوث الإمام أحمد رضا القادرى** ، عقد المؤتمر العلمى العالمى السنوى الكبير لإحياء ذكرى **إمام الصوفية ورائد الأدب الصوفى الإسلامى** ، فى شبه القارة الباكستانية البنجلاديشية الهندية .

إن إحياء ذكرى **الإمام الأديب أحمد رضا القادرى** ، رحمة الله ورضوانه عليه تأتى فى وقت فيه شديد الحاجة إلى التذكير بأعلام الإسلام ، وإلقاء الضوء على جهودهم الموفقة ، وخدماتهم الجليلة المخلصة ، فى خدمة الدين القويم ، وأهل لا إله إلا الله ، من أجل مزيد من النهضة الكبرى التى يشهدها عالمنا الإسلامى الكبير .

يأتى مؤتمركم الموقر ، فى وقت تشهد فيه دراسات **الإمام الأديب أحمد رضا القادرى** ، فى مصر ، منعطف هام ، ونقطة تحول كبرى ، فقد خرج إلى الساحة العلمية والأدبية والدينية ، " **صفوة المديح** " ، الترجمة العربية المنظومة لديوان "حدائق بخشش" ، أشهر ما نظم فى المدائح النبوية فى اللغة الأردية . كما كتبت الرسائل العلمية ، وطبعت المقالات الصحفية ، ونشرت الكتب العلمية ، فى بيان دور **المصلح الإسلامى الكبير الإمام الأديب أحمد رضا القادرى** ، فى نشر الدعوة والأدب الإسلامى .

تحية لفضيلتكم ، وتحية لمؤتمركم الموقر ، وتحية لكل العلماء والأدباء المشاركين فيه ، وتمنياتنا بالتوفيق كما الدأب فى السنوات السابقة .

ووفقنا الله وإياكم وكل القائمين على مركزكم الموقر ، وفى طليعتهم **شيخنا الجليل العلامة الأستاذ الدكتور محمد مسعود أحمد** ، راعى مركز بحوث الإمام أحمد رضا القادرى ، فى نشر الجديد المفيد فى الأدب الإسلامى العالمى ، خاصة تراث **المصلح الإسلامى الكبير الإمام الأديب أحمد رضا القادرى** .

(وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين)

دكتور حازم محمد أحمد محفوظ

القاهرة فى صباح يوم الجمعة
٢ من شهر جماد الأول عام ١٤٢٣ هـ
١٢ من شهر يوليو عام ٢٠٠٢م

امام احمد رضا پر کام کی رفتار

✪✪✪

مقالہ نگار: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(ماہر رضویات وسرپرست اعلیٰ، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی)

نوٹ: یہ مقالہ ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل اسلام آباد کے زیر اہتمام ہونے والی ''امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۰ء اسلام آباد کیلئے تحریر فرمایا تھا۔ افادۂ عام کیلئے ''معارف رضا'' میں شائع کیا جارہا ہے۔ (مدیر)

یہ مبارک محفل امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں سجائی گئی ہے۔ مجلس سجانے والے اور مجلس میں شریک ہونے والے سب قابل مبارک باد ہیں ----
امام احمد رضا انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کی وہ عظیم شخصیت تھے جس کو نہ صرف عالم اسلام بلکہ دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہ عظیم انسان تھے ان کی صحبت میں زندگی بنتی سنورتی تھی۔ ان کی شخصیت میں ایمان وایقان کی کشش تھی، عشق ومحبت کی کشش تھی، علم وحکمت کی کشش تھی کہ جو ہے کھنچا چلا آرہا ہے۔ وہ صاحب کردار تھے ان کا ظاہر بھی ہمارے باطن سے اچھا تھا، وہ بکتے نہ تھے، اپنی جگہ کو گراں تھے۔ وہ بکثرت علوم وفنون کے ماہر تھے جن کی تعداد ۵۵ رعلوم وفنون سے بھی زیادہ ہے۔ علوم وفنون کے مختلف شعبوں میں امام احمد رضا نے یادگاریں چھوڑی ہیں جن کی تعداد ہزار سے زیادہ ہے۔ حال ہی میں ہندوستان کے ایک فاضل عبدالستار ہمدانی نے تقریباً ۹ سو کتب ورسائل کی ایک فہرست مرتب کی ہے۔ کسی بھی تصنیف میں خارجی وزن سے زیادہ داخلی وزن اہمیت رکھتا ہے، کبھی کبھی چند اوراق بھی ضخیم کتابوں پر بھاری ہوتے ہیں۔ دہلی یونیورسٹی سے ایک فلسفی فاضل کو چھوٹے چھوٹے دو رسائل پر ڈی-لیٹ کی ڈگری دی گئی۔ ہم خارجی عدد اور وزن پر نظر رکھتے ہیں، علمی دنیا داخلی وزن پر سفر رکھتی ہے۔ امام احمد رضا کی تصانیف بڑی وزنی ہیں جن کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ماہرین فن ہی

کر سکتے ہیں۔عرصہ ہوا امام احمد رضا کی تصنیف ''فوزِ مبین در ردحرکت زمین'' (۱۹۱۹ء) کے چند اوراق ڈاکٹر عبدالسلام کو اٹلی بھیجے گئے، انہوں نے امام احمد رضا کی تعریف کی مگر ان کے موقف سے اتفاق نہ کیا۔ یہی کتاب جب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کے علم میں آئی تو انہوں نے امام احمد رضا کے دلائل کو قابل توجہ قرار دیا----

امام احمد رضا نے ۶۴ رسال کی زندگی میں وہ کام انجام دیئے جن کی تکمیل میں صدیاں بیت جاتیں---- وہ اپنے عہد کے عظیم عبقری تھے،عبقری سب کا ہوتا ہے اور سب اس کے ہوتے ہیں---- ان کی خدمات کی ایک طویل فہرس ہے۔چند خدمات کی طرف یہاں اشارہ کیا جاتا ہے۔

(۱)----سقوط سلطنت مغلیہ کے بعد مسلمانوں کے عقائد و افکار میں جو انتشار پیدا ہوا تھا امام احمد رضا نے پوری قوت سے اس کی حفاظت فرمائی اور انتشار کو روکا کیوں کہ فکر منتشر ہونے سے جماعت منتشر ہو جاتی ہے۔امام احمد رضا اتحاد عالم اسلامی کے علم بردار تھے اور افراد کو اس فکری پلیٹ فارم پر جمع کرنا چاہتے تھے جس پر ملت اسلامیہ پہلے جمع تھے،مقبول ومحبوب اور غالب وحاکم تھی۔

(۲)----امام احمد رضا ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کے لئے سپر بن کر سامنے آئے اور علمی سطح پر اس کی خوب حفاظت کی۔

(۳)----معاشرے میں جو خلاف شرع رسوم وبدعات رائج تھیں ان کی بیخ کنی فرمائی اور شریعت کی روشنی میں ان کی اصلاح فرمائی۔

(۴)----حکماءِ اسلام کا جو تسلسل ٹوٹ رہا تھا امام احمد رضا نے اس کو قائم رکھا اور اپنے علم وحکمت سے اس میں چار چاند لگائے۔اسلاف کا نام روشن کیا۔ ۱۹۱۹ء میں امریکی ماہر نجوم البرٹ-ایف-پورٹا نے قیامت صغریٰ کی پیش گوئی کی تھی۔امام احمد رضا نے ''معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین'' لکھ کر اس کا رد فرمایا جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔نیویارک ٹائمز کے شمارے (دسمبر ۱۹۱۹ء) اس کے شاہد ہیں۔

(۵)----امام احمد رضا نے سیاست دانوں کی رہنمائی فرمائی۔وہ ایک عظیم مدبر تھے،خلوت میں بیٹھ کر جلوت کا علم رکھتے تھے، تحریکِ خلافت (۱۹۱۹ء) اور تحریک ترک موالات (۱۹۲۰ء) میں جن اندیشوں ی کا اظہا فرمایا وہی سامنے آئے۔ان تحریکوں کے مالی وسائل اور افرادی قوت کو کانگریس کے لئے بے دریغ استعمال کیا گیا----مسٹر گاندھی نے خود اس کا اعتراف کیا جن کو تحریکِ خلافت کا رہنما تسلیم کیا گیا تھا----امام احمد رضا کی مدبرانہ بصیرت کی ادنیٰ جھلک ہو----

(۶)----امام احمد رضا ماہر معاشیات بھی تھے۔انہوں نے اپنے رسالے ''تدبیر فلاح ونجات واصلاح'' ۱۹۱۲ء میں وہ معاشی اصول عطا کئے جن سے گرتی ہوئی معیشت کو

سنبھالا جا سکتا ہے۔انہوں نے معیشت میں دانائی و حکمت اور کفایت شعاری کا عظیم درس دیا۔مگر ہم کفایت شعاری کے ادراک سے محروم ہیں ---- ان کی تصنیف ''کفل الفقیہ الفاھم'' بینکنگ کے لئے رہنما ثابت ہو سکتی ہے بیرونی دنیا کے ماہرین نے اس سے استفادہ کیا ہے----

(۷)----امام احمد رضا نے ایسا صاف ستھرا اور چمکتا دمکتا کردار پیش کیا جو ملت اسلامیہ کے لئے مینارہ نور ثابت ہوا۔ ایک صاحب کردار فرد جماعت کو متاثر کر سکتا ہے۔ کردار سے محروم جماعت ایک فرد کو بھی متاثر نہیں کر سکتی، دور جدید کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ صاحب کردار افراد عنقا ہیں ---- اس لئے انسان سازی وقت کی اہم ضرورت ہے۔امام احمد رضا نے سنت کی پیروی کرتے ہوئے انسان بنائے۔

(۸)----امام احمد رضا نے اسلامی تعلیم کو عام کرنے کے لئے صاحب کردار ایک ٹیم بھی تیار کی جس نے ان کے پیغام کو پوری دنیا میں پھیلایا----

(۹)----امام احمد رضا نے فتاویٰ رضویہ کی صورت میں ایک عظیم فقہی انسائیکلو پیڈیا عنایت فرمایا جو بارہ جلدوں میں موجود ہے۔اسلامی حکومتوں میں ہمیشہ عدل وعلم کی فراہمی کے لئے عوام سے کوئی قیمت نہیں لی گئی۔امام احمد رضا نے برطانوی دور حکومت میں وہ کام کر دکھایا جو اسلامی حکومتوں میں ہوتا تھا---- رضا فاؤنڈیشن، لاہور مفتی محمد عبدالقیوم صاحب کی سر پرستی میں فتاویٰ رضویہ کی تدوین و ترجمہ اور تخریج کا کام عرصہ دراز سے کر رہا ہے---- فتاوی رضویہ کی ۹ رجلدوں پر جو کام ہوا ہے وہ ۲۱ رجلدوں میں شائع ہوا ہے۔کام کی تکمیل کے لئے مجموعی طور پر ۲۵ر۳۰، جلدیں تیار ہو جائیں گی۔عدالتوں کو اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔

(۱۰)----امام احمد رضا جو ہر اخلاص سے مزین تھے انہوں نے جو کام کیا محض اللہ کے لئے کیا۔ان کے علمی کام کی کثرت کی بڑی وجہ ان کا اخلاص تھا، معاوضہ پر ان کی نظر نہ تھی۔ دین کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔۵۰ رسال تک محض اللہ کے لئے کام کرنا آسان نہیں بہت مشکل ہے مگر اہلِ عزیمت کے سامنے کوئی مشکل، مشکل نہیں۔

آپ نے امام احمد رضا کی خدمات ملاحظہ فرمائیں ، ان کے فضائل و کمالات کو دیکھا، اسی عظیم شخصیت کو ایسا بدنام کیا گیا کہ اہلِ علم نفرت کرنے لگے، یہ سب شعوری طور پر کیا گیا۔ایسے حالات میں امام احمد رضا کی سیرت و کردار اوران کے افکار وخیالات کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ضروری تھا۔چنانچہ ۱۹۷۰ء سے کچھ پہلے مرکزی مجلسِ رضا لاہور میں قائم کی گئی جس کے بانی وصدر حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم مغفور اور شیخ محمد عارف قادری ضیائی تھے۔فضلاء علماء اور مخلص معاونین کی ایک جماعت ان کے ساتھ تھی۔مجلس رضا نے لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر چھپوا کر پوری دنیا میں پھیلا دیا ۔اب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مجلس رضا کی ذمہ داریاں

سنبھالے ہوئے ہیں اور اپنی ہمت سے زیادہ خدمت کر رہے ہیں ----- ۱۹۷۶ء میں جناب سید ریاست علی قادری مرحوم نے کراچی میں ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا'' قائم کیا اور اس کے لئے انتھک محنت کی مخلصین کی ایک جماعت ان کے ساتھ تھی۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے عربی، اردو، انگریزی میں لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر چھپوایا اور پوری دنیا میں پھیلایا۔ مجلس رضا نے جو کام کیا تھا اس کو بہت آگے بڑھایا۔ کچھ عرصے بعد انہوں نے حاجی محمد حنیف طیب کے تعاون سے اسلام آباد میں ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' کی شاخ قائم کی اور کام کا آغاز کیا مخلص معاونین ان کے ساتھ تھے، ان کی کوشش سے اسلام آباد کے علمی حلقوں میں امام احمد رضا کا چرچا ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد اسلام آباد شاخ کی ذمہ داریاں صاحب زادہ سید محمد طاہر صاحب کے سپرد کی گئیں، انہوں نے ایک کامیاب کانفرنس کرائی ---- سب سے بڑا مسئلہ ادارے کی خود کفالت کا تھا، اس ہدف کو جناب کے-ایم-زاھد نے حاصل کیا، وہ قابل ستائش بھی ہیں اور قابل مبارکباد بھی ---- جناب سید ریاست علی قادری کے وصال کے بعد ادارے کا صدر صاحب زادہ سید وجاہت رسول صاحب کو چنا گیا، وہ نہایت خلوص سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر رہے ہیں اور شدید علالت کے باوجود مصر اور ہندوستان کا کامیاب دورہ کیا بھی ---- صاحب زادہ سید وجاہت رسول صاحب کے ساتھ مخلص معاونین کی ایک جماعت ہے۔ مولائے کریم ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' کراچی اور اسلام آباد کے تمام اراکین و معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے۔ (آمین)

امام احمد رضا پر تقریباً ۱۹۶۸ء میں کام کا آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں پھیل گیا ---- پاکستان، فرانس، اردن، ایران، سے شائع ہونے والے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں امام احمد رضا پر مقالات شامل کئے گئے۔ کیلیفورنیا یونیورسٹی سے ڈاکٹر باربراڈی مٹکاف نے علماء دیو بند پر ڈاکٹریٹ کیا تو مقالہ کا ایک باب امام احمد رضا کے لئے مختص کیا --- پھر کولمبیا یونیورسٹی سے ڈاکٹر اوشا سانیال نے امام احمد رضا اور ان کی تحریک پر ڈاکٹریٹ کیا ---- ازہر یونیورسٹی، قاھرہ سے مولوی مشتاق احمد مولوی ممتاز احمد سدیدی اور ڈاکٹر حازم محفوظ اور ڈاکٹر مجیب حسین مصری نے نہایت اہم کام کئے، اب تک امام احمد رضا پر عربی زبان میں ان کی تین کتابیں شائع ہو چکی ہیں (متعدد زیر طبع ہیں) ---- امام احمد رضا پر ملکی اور غیر ملکی یونیورسٹیوں سے بہت سے فضلاء نے ایم-فل، پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں اور حاصل کر رہے ہیں۔ اس سے امام احمد رضا کی شخصیت و فکر کی پہنائیوں اور وسعتوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ چند مزید یونیورسٹیوں کے نام ملاحظہ ہوں۔
بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد ---- پنجاب یونیورسٹی،

لاہور---بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ، ملتان---
سندھ یونیوسٹی، جام شورو---کراچی یونیورسٹی، کراچی
---پٹنہ یونیورسٹی ، پٹنہ---مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
---روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی---رانچی یونیورسٹی،
بہار---بہار یونیورسٹی، مظفر پور---میسور یونیورسٹی،
میسور---ہندو یونیورسٹی ، بنارس---کلہار یونیورسٹی
---پورنیہ یونیورسٹی ---ممبئی یونیورسٹی---عثمانیہ
یونیورسٹی---کلکتہ یونیورسٹی-وغیرہ وغیرہ

یونیورسٹیوں کے علاوہ مختلف اداروں میں بھی امام احمد رضا پرکام ہورہا ہے مثلاً دارالعلوم اشرفیہ، مبارک پور ---رضا اکیڈمی، ممبئی---رضا اکیڈمی، لاہور ---امام احمد رضا اکیڈمی، ڈربن، ---- رضا اکیڈمی، یو-کے---کنزالایمان سوسائٹی ، لاہور---- ادارہ افکار رضا، ممبئی---مرکز اہلسنت برکات رضا، پور بندر، گجرات وغیرہ ہم

امام احمد رضا پر اب تک اتنا کام ہو چکا ہے کہ اس پر کسی بھی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا جا سکتا ہے لیکن اتنا کچھ ہونے کے باوجود میرا تاثر یہ ہے کہ ابھی ہم امام احمد رضا کے علم و دانش کے عظیم سمندر کے ساحل پر کھڑے موجوں کو تک رہے ہیں---مولیٰ تعالیٰ ہم کو علم و حکمت کے اس سمندر سے فیض حاصل کرنے اور امام احمد رضا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین ان کے نقش قدم سلف صالحین ہی کے نقش قدم ہیں جس کے لئے رب کریم نے فرمایا:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ط ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (انعام:۳)

ترجمہ:

اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اسکی راہ سے جدا کردیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔

مولیٰ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنی اور اپنے حبیب کریم ﷺ کے عشق و محبت سے بھر دے اور ہمیں مدہوشی مستی عطا فرمائے تا کہ ہم اپنے تن کو اور اپنے من کو سنت کے سانچے میں ڈھال کر اللہ کے محبوب بنجائیں---

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (آل عمران:۳۱)

ترجمہ:

''اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''

☆☆☆

تعمیرِ شخصیت اور

تربیتِ اولاد کا اسلامی نفسیاتی ماڈل

(تعلیمات امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی روشنی میں)

سلیم اللہ جندران

انسانی معاشرہ میں والدین اور اولاد کے درمیاں جو گہرا فطری تعلق ہے وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔ والدین خواہ کسی بھی مذہب وقوم سے تعلق رکھتے ہوں خدا تعالیٰ نے ان کے دل میں اپنی اولاد کی پرورش کا جذبہ ڈال دیا ہے۔ اسلام نے والدین پر اولاد کی پرورش کے ساتھ اس کی عمدہ تربیت اور نگہداشت کی ذمہ داری بھی عائد کی ہے اور اس کی اہمیت پر بے حد زور دیا ہے۔

ماں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ پیدائش کے بعد بچے کو دو سال تک دودھ پلائے اور اس کی خبرگیری کرے۔ اگر ماں نہ ہو یا کس وجہ سے اپنے شوہر سے علیحدہ ہو چکی ہو تو باپ کا فرض ہے کہ وہ بچے کے دودھ پلوانے کا انتظام کرے نیز جب تک اولاد خود کمانے کے قابل نہ ہو جائے اس کی نگہداشت اور خرچ بھی باپ کے ذمے ہے۔

جب بچوں میں سوجھ بوجھ پیدا ہو جائے تو والدین کا فرض ہے کہ انہیں بری باتوں سے روکیں، اچھی تعلیم دیں اور اعلیٰ اخلاق سکھائیں۔ بعض والدین بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں سخت لاپرواھی سے کام لیتے ہیں۔ چونکہ مستقبل کے جانشین یہی بچے ہیں اس لئے ان کے دل میں اپنے مذہب، وطن اور قوم سے محبت کا جذبہ اجاگر کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ بچپن ہی سے انہیں گناہ سے بیزاری اور نیکی کی طرف مائل کرنے کا بندوبست بھی کیا جانا چاہیے۔ اس لئے کہ بچپن کی سکھائی ہوئی باتیں پتھر کی لکیر کی مانند ہوتی ہیں۔ بچوں کو بے شعور اور بے عقل نہیں سمجھنا چاہیے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اپنے اردگرد کے ماحول کا بڑی باریک بینی سے مشاہدہ کرتے ہیں، پھر ان میں نقال پن کی بے پناہ صلاحیت ہوتی ہے اس لئے وہ اپنے ماحول سے گہرا اثر قبول کرتے

ہیں۔

بچوں کو گھٹے ہوئے ماحول یا قید و بند میں رکھنے کے بجائے آزادانہ اور ہمدردانہ ماحول میں پروان چڑھایا جائے تو اس سے ان میں حوصلہ اور عزم پیدا ہوتا ہے۔ بچوں کی تربیت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ان سے شفقت کی جائے، پیار، محبت، نرمی اور حکمت کے ساتھ ان کی رہنمائی کی جائے۔

رسول کریم ﷺ بچوں سے اس قدر پیار کرتے تھے کہ سفر سے واپسی پر جو بچے ملتے انہیں اپنی سواری پر آگے یا پیچھے بٹھالیتے۔ آپ ﷺ کے پاس موسم کا نیا میوہ آتا تو سب سے پہلے بچوں میں تقسیم فرماتے۔ آپ ﷺ کو راستے میں بچے کھیلتے ہوئے مل جاتے تو انہیں سلام میں پہل کرنے کا موقع دینے کی بجائے نہایت محبت سے خود سلام کرتے اور پیار بھری باتیں کرتے۔ اپنے بیگانے میں کوئی تمیز نہ تھی یہاں تک کہ مشرکین کے بچوں سے بھی آپ ﷺ بڑی شفقت سے پیش آتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی بچوں کو دکھ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ خبر دار کسی بچے کو مت مارنا۔ وہ بے گناہ ہیں، انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔

نبی کریم ﷺ کی بچوں کے ساتھ اس عمومی شفقت کے علاوہ اسلام نے ان کی تعمیرِ شخصیت اور کردار سازی کے لئے باقاعدہ ہدایات دی ہیں۔

قرآن حکیم کی سورۂ تحریم آیت ٦ رمیں ارشاد ہے:

یا ایھاالذین امنوا قوانفسکم واھلیکم نارا

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ''

حضرت ایوب بن موسیٰ بواسطۂ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں:

"ان رسول اللہ ﷺ قال مانحل والد ولداً من نحل افضل من ادب حسن"

(جامع ترمذی، ابواب البر والصلہ)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''کوئی اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیتا''

حضرت جابر بن سمرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے''

(جامع ترمذی/ابواب البر والصلہ)

علامہ قرطبی نے ایک قول نقل کیا ہے:

''ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنی اولاد اور اہل خانہ کو دین کی تعلیم دیں، اچھی باتیں سکھائیں اور وہ ادب و ہنر جس کے بغیر چارہ نہیں، کی تعلیم دیں''

امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے ایک تحریری سوال

کے جواب میں کہ شرعی طور پر باپ پر بیٹے کا کس قدر حق ہے، جو کچھ بیان کیا ہے وہ نشوونما اور بالیدگی کے مراحل (Stages of growth and development) کے لحاظ سے بچوں کی جذباتی، معاشرتی، ذہنی، جسمانی تربیت کیلئے بے حد مفید ہے۔ انہوں نے والدین پر اولاد کے حقوق کے حوالہ سے مندرجہ ذیل مراحل بیان کیئے ہیں:

۱- شادی سے قبل حقِ اولاد
۲- پیدائش کے وقت حقِ اولاد
۳- چھٹپن میں حقِ اولاد
۴- بچپن میں حقِ اولاد
۵- سات برس کی عمر سے حقِ اولاد
۶- بلوغت کے بعد حقِ اولاد
۷- بیٹے کے حقوق
۸- بیٹی کے حقوق
۹- چند حقوق جن پر اولاد کو چارہ جوئی کا حق حاصل ہے۔

زیرِ بحث مضمون کا تعلق چونکہ ابتدائی عمر کی تربیت سے ہے جو تعمیرِ شخصیت کے لئے سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اس لئے یہاں امام احمد رضا کے ماڈل کے حوالے سے بچپن تک کے مراحل کی تربیت کا قدرے تفصیل سے ذکر کیا جاتا ہے۔

شادی سے قبل حقِ اولاد:

۱............سب سے پہلے، وجود اولاد سے بھی قبل، حقِ اولاد یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح نسب کے لحاظ سے اچھے افراد میں کرے۔

۲............شادی دیندار لوگوں میں کی جائے کیونکہ بچے پر نانا، ماموں وغیرہ کی عادات وافعال کا بھی اثر پڑتا ہے۔

۳............جماع کی ابتداء بسم اللہ سے کرے تاکہ شیطان کا بچے میں کوئی حصہ نہ رہے۔ اس دوران بے حیائی کا کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے بعد میں بچے کے بھی بے حیا ہونے کا خدشہ ہو۔

اولاد کی شخصیت کی تعمیر میں توارث اور ماں باپ کے جنسی ملاپ کے ماحول کا بڑا عمل دخل ہے۔ سر فرانس گالٹن، گوڈرڈ، مارگن، واٹسن، کنڈوے اپنی اپنی تحقیقات کی روشنی میں تعمیر شخصیت کے لئے توارث اور ماحول کی اہمیت کے معترف ہیں۔ سائنسی طور پر بھی اب یہ بات مسلّم ہے کہ حمل کے دوران ماں کو پیش آنے والے حادثات، ناخوشگوار واقعات اور اسی طرح پرسکون اور خوشگوار ماحول بچے کی نشوونما کو متاثر کرتے ہیں اور یہ عمل (Zygote formation) سے شروع ہوجاتا ہے۔ جدید ایمبریالوجی (Modern Embryology) کے مطابق جنین کے دو مرحلے ہیں:

۱- پہلا مرحلہ :Embryonic Period (۳ ہفتے تا ۸ ہفتے) کہلاتا ہے۔

(۳ ہفتے تا ۸ ہفتے) کہلاتا ہے۔

۲- دوسرا مرحلہ: Fetal Period (تیسرے مہینے تا پیدائش) کہلاتا ہے۔

اگر جدید ایمبر یالوجی کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھیں تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ انسانی جنین (Human Fetus) جب چار ماہ کا ہوتا ہے تو اس کے اعضائے حسّی کی نشو ونما مکمل ہو جاتی ہے۔

(مالک ۱۹۹۹: ۱۸۱ تا ۱۹۳)

اس ساری تفصیل کا لب لباب یہ ہے کہ اولاد کی تربیت کے حوالہ سے والدین پر وجود اولاد سے بھی قبل ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔ اولاد کی درست تربیت اور احسن شخصیت سازی کے لئے ماں باپ کو وقتِ نکاح، انتخابِ رفیقِ حیات، وقتِ جماع ماحول، زمانۂ حمل کے دوران خانگی ماحول وغیرہ کے سلسلے میں خصوصی دھیان رکھنا چاہیے کیونکہ بچے کی جسمانی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی نشو ونما ان تمام مراحل سے کسی نہ کسی طرح ضرور متاثر ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا کے ماڈل کے مزید اہم نکات ملاحظہ ہوں:

پیدائش کے وقت حقِ اولاد:

۱..........جب بچہ پیدا ہوتا تو فوراً سیدھے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہے تا کہ خللِ شیطان و امّ الصبیان سے بچے۔

۲..........چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے کے حلاوت اخلاق کا فال حسن ہے۔

۳..........ساتویں دن اور نہ ہو سکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے۔ دختر کے لئے ایک، بیٹے کے لئے دو (بکری/بکرے)، گویا یہ بچے کا رہن سے چھڑانا ہے۔

۴..........سر کے بال اتروائے اور بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔

۵..........نام رکھے، یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے، ورنہ اللہ عز وجل کے یہاں شاکی ہوگا۔

۶..........برا نام نہ رکھے کہ یہ فال بد ہے۔

۷..........عبداللہ، عبدالرحمٰن، احمد، حامد وغیرہ یا انبیاء، اولیاء یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پر نام رکھے کہ موجبِ برکت ہے خصوصاً نامِ پاک محمد ﷺ کے اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کے دنیا و آخرت میں کام آتی ہے۔

۸..........جب محمد نام رکھے تو اس کی تعظیم وتکریم کرے۔

۹..........مجلس میں اس کے لئے جگہ چھوڑے۔

چھٹپن میں حقِ اولاد:

۱..........مارنے برا کہنے میں احتیاط رکھے۔

۲..........جو مانگے بروجہِ مناسب دے۔

۳..........پیار میں جھوٹے لقب، بے قدر نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا نام مشکل سے چھوٹتا ہے۔

۴.........ماں یا کسی نیک دایہ، نمازی، صالحہ، شریف القوم سے دو سال تک دودھ پلوائے۔ بداخلاق یا بدافعال عورت کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔

۵.........بچہ کا نفقہ، اس کی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا بھی واجب ہے جن میں حفاظت بھی داخل ہے۔

۶.........اپنے حوائج وادائے واجباتِ شریعت سے جو کچھ بچے اس میں عزیزوں، قریبوں، محتاجوں، غریبوں وغیرہ میں سب سے پہلا حق عیال واطفال کا ہے، جوان سے بچے وہ اوروں کو پہنچے۔

۷.........بچہ کو پاک کمائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادتیں لاتا ہے۔

۸.........اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کا تابع رکھے۔ جس چیز کو ان کا جی چاہے انہیں دے کہ ان کے طفیل میں آپ بھی کھائے، زیادہ نہ ہو تو انہیں کھلائے۔

۹.........خدا کی اِن امانتوں کے ساتھ مہر و لطف کا برتاؤ رکھے۔

۱۰.........انہیں پیار کرے بدن سے لپٹائے، کندھے پر چڑھائے، ان کے ہنسنے کھیلنے، بہلنے کی باتیں کرے۔ ان کی دلجوئی، دلداری، رعایت ومحافظت ہر وقت حتیٰ کہ نماز وخطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔

۱۱.........نیا میوہ، نیا پھل پہلے انہیں کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں۔

۱۲.........کبھی کبھی حسب مقدور انہیں کھانے کیلئے شیرینی وغیرہ اور پہننے اور کھیلنے کی اچھی چیزیں جو شرعاً جائز ہیں، دیتا رہے۔

۱۳.........بہلانے کیلئے بھی جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچہ سے بھی وہی وعدہ جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

۱۴.........بچے ایک سے زائد ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر و یکساں دے، ایک دوسرے پر ترجیح نہ دے۔

۱۵.........سفر سے آئے تو ان کے لئے کچھ تحفہ ضرور لائے

۱۶.........بیمار ہوں تو علاج کرائے اور حتیٰ الامکان سخت موذی علاج سے بچائے۔

بچپن میں حقِ اولاد:

۱.........زبان کھلتے ہی اللہ اللہ اور پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے۔

۲.........جب تمیز آئے ادب سکھائے۔

۳:.........کھانے پینے، ہنسنے، بولنے اٹھنے، بیٹھنے، چلنے پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں کی تعلیم، ماں باپ اور استاد کی اطاعت کے طرق وآداب بتائے۔

۴.........قرآن مجید پڑھائے۔

۵.........بچے کو نیک صالح، متقی، صحیح العقیدہ اور عمر رسیدہ استاد کے سپرد کرے اور بیٹی کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے، بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید کرے۔

۶..........عقائدِ اسلام وسنت سکھائے۔

۷..........حضورِ اقدس رحمتِ عالم ﷺ کی محبت وتعظیم ان کے دل میں ڈالے۔

۸..........حضور پرنور ﷺ کے آل واصحاب واولیاء اور علماء کی محبت وتعظیم کی تعلیم دے۔

سات برس کی عمر سے حقِ اولاد:

۱..........سات برس کی عمر سے بچے کو نماز کی زبانی تاکید شروع کر دے۔

۲..........علمِ دین خصوصاً وضو، غسل، نماز، روزہ کے مسائل ،توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل ، حیا، زبان کی حفاظت وغیرہ خوبیوں کے فضائل اور حرص وطمع، حبِّ دنیا، حبِّ جاہ، ریا، عُجب، تکبر، خیانت، جھوٹ، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ، وغیرہ برائیوں کے رذائل سکھائے۔

۳..........پڑھانے سکھانے میں مہربانی ونرمی ملحوظ رکھے۔

۴..........موقع کے مطابق سرزنش اور تنبیہ کرے مگر برا بھلا نہ کہے کہ اس کو کوسنا ان کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ فساد کا اندیشہ ہے۔

۵..........مارے تو منہ پر نہ مارے، سرزنش اور ڈرانے پر قانع رہے۔

۶..........زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے تاکہ طبیعت میں نشاط باقی رہے۔

۷..........بری صحبت میں ہرگز نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد سے بدتر ہے۔

۸..........کتب عشقیہ وغزلیاتِ فسقیہ ہرگز نہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائیں جھک جاتی ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ مندرجہ بالا نکات بچوں کی نشو ونما اور تربیت کے طور پر اپنائے جاسکتے ہیں۔ ان خطوط پر اگر بچوں کی تربیت کی جائے تو یقیناً وہ والدین، معاشرہ، ملک وملت اور دین اسلام کے لئے قابل فخر سرمایہ ثابت ہوسکتے ہیں۔ بچوں کی شخصیت کی تعمیر اور تربیت کے حوالہ سے امام احمد رضا خاں نے اسلام کے آئینہ میں جو رہنما خطوط والدین کیلئے مرحلہ وار متعین کئے ہیں یہ نفسیاتی، تعلیمی اور تربیتی لحاظ سے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں، نفسیات کی تعریف جدید ماہرینِ نفسیات نے یہ بیان کی ہے:

"Psychology is a scientific study of human and animal behaviour". (Rashid 1997:3)

انسانی کردار کے سائنسی مطالعہ کے بعد یہ تحقیق سامنے آتی ہے کہ اولاد کی تربیت پر گھر اور والدین کے اثرات بہت زیادہ مرتب ہوتے ہیں۔ جہاں اسلام نے والدین پر اولاد کی تربیت کے حوالہ سے مفصل انداز میں ذمہ داریاں عائد کی ہیں (امام احمد رضا خان نے ان میں سے

چند ایک کا مرحلہ وار یہاں اجمالاً ذکر بھی کیا ہے) وہیں اسلام نے اولاد پر بھی والدین کے حقوق عائد کئے ہیں۔ والدین اور گھر کے افراد کے اس مؤثر کردار کے بارے مغربی ماہرین نفسیات بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا ف ایجوکیشن (1971:79) میں Personality Development پر طویل بحث کی گئی ہے اور والدین کے کردار کو یوں اجاگر کیا گیا ہے:

"Socialization is the process by which the child acquires the beliefs, motives, values, and skills necessary for the performance of appropriate role behaviours ---- During infancy, a child's parents are the most important agents of socialization ---- The parents interaction with the infant also gives the child sensory stimulation which is important for cognitive development".

امام احمد رضا خاں نے ''چھٹپن'' اور ''بچپن'' میں حق اولاد کے حوالہ سے والدین کیلئے جو (۲۰) تربیتی شیڈول اسلام کی روشنی میں متعین کیا ہے اگر والدین اپنے پیش نظر رکھیں تو یقیناً ان کا اپنے بچوں کے ساتھ بڑا Pleasant and strong interaction استوار رہے گا۔ Woolfolk (۱۹۹۸:۹۱) اپنی تصنیف Educational Psycholology میں بچوں کی شخصیت کی تعمیر کے حوالے سے دو اہم ترین عوامل کا ذکر کرتی ہیں (جن کا ذکر اسلام کی روشنی میں امام احمد رضا خاں نے فتاویٰ رضویہ میں ایک صدی قبل کیا ہے) وہ یہ ہیں:

(۱) والدین، کنبہ (۲) مدرسہ

مدرسہ میں استاد کی شخصیت، گھر میں ماں باپ کی طرح بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ دار ہوتی ہے امام احمد رضا خاں ۵ رتا ۶ رسال کی عمر کے بچوں کے اسکول مدرسہ/ ایجوکیشن کے آغاز پر والدین پہ یہ ذمہ داری عائد کرتے ہیں کہ والد ''بچے کو نیک، صالح، متقی، صحیح العقیدہ اور عمر رسیدہ استاد کے سپرد کرے اور بیٹی کو نیک، پارسا عورت سے پڑھوائے''، اگرچہ آج کل کے حالات میں بچوں کیلئے نیک، متقی، صحیح العقیدہ اور عمر رسیدہ (کہنہ مشق/ تجربہ کار) استاد کا مل جانا نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں ہے اور عام حالات میں نہایت کٹھن کام ہے۔ بچوں کی تعلیم کے ضمن میں والدین اگر اس قدر دلچسپی لیں تو ان کے بچوں کے یقیناً بہتر شخصیت کی تعمیر ممکن ہے۔

مندرجہ بالا اسلامی نفسیاتی تربیتی ماڈل میں راقم

الحروف نے Childrens' Personality Development کے شیڈول کے حوالے سے ایک امتیازِ فکر دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ مغربی سائیکولوجسٹس نے Personality Development stages کا شیڈول in fancy(5-6 year) پیریڈ سے شروع کیا ہے مگر امام احمد رضا خان نے تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں اولاد کی تعمیرِ شخصیت کے حوالہ سے شادی سے قبل حق اولاد کا پیریڈ بھی وہاں خصوصی طور پر شامل کیا ہے، اگر مندرجہ بالا ہدایات کی روشنی میں شادی سے قبل حقِ اولاد کو بھی بچوں کی مستقبل کی تعمیرِ شخصیت کے حوالے سے پیشِ نظر رکھا جائے تو ان شاء اللہ، زیادہ بہتر تعمیرِ شخصیت کے نتائج کی توقع ہوگی نیز یہ کہ بچوں کے Socialization Process اور Personality Development & Growth کے حوالہ سے آج جدید مغربی دنیا جس تحقیق کو آشکار کر رہی ہے اگر اس کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس کا اصل منبع و مبدا اسلام ہی نظر آتا ہے۔ نجاتی اپنی تصنیف ''القرآن اور علم النفس'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> ''میں یقینِ واثق کے ساتھ حلفیہ کہوں گا کہ انسان کی حقیقت کو اس کے خالق اللہ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا اور قرآن مجید اسی کا کلام معجز ہے''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اسلامی مآخذ تک رسائی اور اسلاف کے عظیم کارناموں سے شناسائی عطا کرے اور ان کا پیروکار بنائے (آمین) امام احمد رضا خان ان اہم اسلامی شخصیات میں سے ایک ہیں جنہوں نے خلقِ خدا کی بھلائی کیلئے اسلامی تحقیقات عامۃ الناس تک پہنچانے کی سعی فرمائی۔

حوالہ جات

(۱) القرآن

(۲) الحدیث

(۳) بریلوی، امام احمد رضا (۱۹۹۸ء) فتاویٰ رضویہ جلد دھم، ادارۂ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی۔

(۴) ڈاکٹر مالک، محمد (۱۹۹۹ء) امام احمد رضا کا نظریۂ شخصیت، معارف رضا، جلد XIX، ص ۱۸۱-۱۹۳

(۵) نجاتی، محمد عثمان، القرآن اور علم النفس، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب (سن ندارد)

(6) Encyclopaedia of Education (1971), New Yourk: Maemailan Company, pp.76-58

(7) Rashid, Muhammad (1997), Educational psychology. Islamabad: Allama Iqbal open University.

(8) Woolfolk, Anita E (1998)Educational psychology Boston, Singapore, Allyn & Beacon .

☆☆☆

Adarts-HRA-5/2001

سائنس کو "مسلمان" کرنے والے سائنسداں

امام احمد رضا رضی اللہ عنہ

از: فاروق اختر مالیگ
(معاون مدرس، اے.ٹی.ٹی اسکول، مالیگاؤں)

پروفیسر حاکم علی خان (المتوفی ۱۹۴۴ء) اسلامیہ کالج لاہور میں ریاضی کے استاد اور اپنے فن میں یگانۂ روزگار تھے۔ انہوں نے امام احمد رضا سے نظریۂ حرکتِ زمین سے متعلق استفسار کرتے ہوئے اپنے مکتوب میں لکھا:

''غریب نواز! کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہوجایئے تو پھر ان شاء اللہ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے''

امام احمد رضا نے اس کا جو جواب قلم بند کیا وہ مسلمان سائنس دانوں کیلئے قابل توجہ ہے آپ نے لکھا:

''محبّ فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلاتِ دور از کار کرکے سائنس کے مطابق کرلیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ! اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے اختلاف ہے، سب میں مسئلۂ اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل سائنس کو مردود و پامال کردیا جائے، جا بجا سائنس کا ابطال و اسکات ہو، یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذنہٖ تعالیٰ دشوار نہیں''

یہ ہیں اس سائنس داں کے تیور جسے اسلامی دنیا اس دور کے امام ابوحنیفہ کے نام سے پکارنے میں حق بجانب ہے اور جو نیوٹن کی دریافتوں پر ''سائنٹفک'' انداز میں تبصرہ کرنے پر آتے ہیں تو کششِ ثقل اور حرکتِ زمین جیسے اہم

موضوعات پر نیوٹن کی دلیلوں کے خلاف دلیلوں کے انبار لگاتے چلے جاتے ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر نیوٹن اور اعلیٰ حضرت امام احمد ہمعصر ہوتے اور بالمشافہ بات چیت کرتے تو سائنس کو ''مسلمان'' کرنے کا فریضہ کب کا انجام پاچکا ہوتا۔

نیوٹن کے انکشافات کی غلطیوں کی نشاندہی، امریکی ماہر فلکیات کی سیاروں کے ٹکراؤ کی پیش گوئی کی'' کامیاب تردید'' اور مسلم یونیورسٹی کے ریاضی کے ماہر پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الدین ؒ کے ریاضی کے لاینحل مسئلہ کو حل کرنا کوئی معمولی کام نہیں ، لیکن اعلیٰ حضرت ان اعلیٰ ترین علمی و دانشورانہ مراحل کو نہایت آسانی سے طے فرماتے ہیں ۔ آپ نے منطقیانہ انداز میں نیوٹن کے نظریہ کا رد فرمایا ہے۔ ثبوت کیلئے ملاحظہ کیجئے آپ کی تصنیف ''فوزِ مبین در رد حرکت زمین''

قال اللہ اور قال الرسول اللہ میں مستغرق رہنے والے ایک عالمِ باعمل ، صوفیِ باکمال ، مفتیِ بے بدل اور شاعرِ منفرد کو سائنس کے میدان میں سر کھپانا کیا ضروری تھا؟ لیکن یہ سوال تو وہی کرے گا جسے یہ نہ معلوم ہو کہ سائنس کی ترقی بنیادی طور پر مسلمان سائنس دانوں ہی کی مرہون منت ہے اور سقوط بغداد کے بعد عربی کتابوں کو انگریزی میں ترجمہ کر کے یورپ والوں نے تمام تحقیقات اپنے نام منسوب کر لی تھیں ۔ دراصل مسلم سائنس دانوں کی نت نئی سائنسی، فلکیاتی اور جغرافیائی دریافتیں قرآن کریم کے عمیق مطالعہ کا نتیجہ تھیں ۔

قرآن کریم میں کائنات کی ہر شئے کا ذکر کسی نہ کسی پیرائے میں موجود ہے ۔ چاہے وہ شریعت و تقویٰ ہو ، تہذیب و اخلاق ہو، گذشتہ امتوں اور انبیاء کرام کے سچے واقعات ہوں، جنت اور دوزخ کا بیان ہو، پیدائش کائنات کا ذکر ہو، کائنات میں کارفرما قدرتی اصول وضوابط کی بات ہو، غرض دنیا کا ہر مفید علم اور ہر کارآمد شئے اور ہر کارآمد اصول کی طرف ہمیں قرآن مجید فرقان حمید میں رہنمائی مل سکتی ہے ۔لیکن اس کیلئے اس سراپا معجزہ کتاب کا مطالعہ کرنے والا بھی اسی ظرف وادراک کا مالک ہونا چاہیے کہ دنیا کے ہر دشوار اور لاینحل مسئلہ کا حل اس روشن کتاب میں تلاش کرلے۔ ظاہر ہے کہ اس کیلئے قرآن مجید کی فہم کے ساتھ ساتھ تمام عصری علوم پر بھی دستگاہ ضروری ہے ۔قران پاک کا دعویٰ ہے کہ:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ

(النحل،۸۹)

''اور ہم نے تم پر یہ وہ قرآن اتارا
کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے''

مَافَرَّطْنَافِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (الانعام،۳۸)

''اور ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا''

اس سلسلے میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ

ارشاد فرماتے ہیں:

مامن شی ء الالیمکن استخراجه من القران لمن فهما الله

کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا استخراج واستنباط آپ قرآن سے نہ کرسکیں لیکن جس کو اللہ تعالیٰ خصوصی فہم (علم لدنی) سے بہرہ ورفرمادے۔ (الاتقان، جلد دوم، ۱۲۶)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو دنیا کے تقریباً تمام علوم عقلی ونقلی سے اس قدر مالا مال فرمایا کہ آپ نے نہ صرف ان علوم کی کما حقہ تحصیل کی (یا منجانب اللہ دستگاہ پائی) بلکہ ان علوم میں آپ کی تصنیفات کی کثرت تعداد اور تقریباً ۱۰۰ رعلوم پر ان کا محیط ہونا ایک کرامت سے کم نہیں۔

اعلیٰ حضرت نے مشاہیر سائنس دانوں سے اختلاف کیا تو اس کی پروا نہیں کی کہ غلبۂ سائنس کے اس دور میں لوگ کیا کہیں گے کیونکہ آپ کا منبع علم قرآن مجید اور احادیث نبوی ہیں۔ دنیا لاکھ کہے کہ سورج کے گرد زمین گردش کرتی ہے اگر قرآنی آیات سے اس کا اثبات نہ ہوسکے تو اعلیٰ حضرت کہاں ماننے والے۔ آپ نے تمام تر سائنسی رہنمائی قرآن کریم سے حاصل کی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کا علم لدّنی ''غیر مسلم سائنس'' کے ابطال میں دلائل وبراہین کے انبار لگاتا چلا جاتا ہے۔ معترضین پڑھتے پڑھتے تھک جائیں، آپ کا کلکِ گہر بار نعرۂ ''ہل من مزید'' لگاتا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کو تمام علوم پر مہارت تامہ عطا کرکے اور قرآن وحدیث سے علمی دلائل کے استنباط کی صلاحیت عطا فرما کر چودھویں صدی ہجری میں، قرآن کے معجزہ ہونے کا ایک اور ثبوت ظاہر فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے اعلیٰ حضرت کی ذاتِ بابرکات اسلام اور سائنس کو ہم آہنگ کرنے میں جس قدر منفرد اور یکتا مقام کی حامل ہے اور سائنس کو ''کلمہ پڑھانے'' کی بلیغ ترین کوشش جو آپ نے فرمائی ہے وہ آپ کا ہی حصہ ہے۔ ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تمام کتابوں کے تراجم انگریزی میں کرکے انہیں پہلے مسلم سائنس دانوں اور پھر غیر مسلم سائنس دانوں تک پہنچایا جائے ورنہ اعلیٰ حضرت نے جو خون جگر اپنی تحریرات میں بکھیرا ہے اس کا قطرہ قطرہ قیامت میں نوع انسان سے اپنی ناقدری کا شاکی اور بارگاہ رب العزت میں فریاد کناں ہوگا۔

علم ہیئت، ہیئتِ جدیدہ، ریاضی، ٹریکنومیٹری، علم ہندسہ، علم لوگارثم، حرکت سیارگان، جبرو مقابلہ، علم توقیت ونجوم، فلکیات، علم جفر، اقتصادیات، ارضیات، حجریات، معدنیات، تجارت، معاشیات، صوتیات، بینک کاری، زراعت، علم کیمیا، علم بین الاقوامی امور، سیاست، بیمہ، کوآپریٹیو بینک یہ ہیں وہ چند عنوانات جن پر آپ کے سو سے زائد تصانیف ورسائل دعوتِ غور وفکر دے رہے ہیں۔

عربی، فارسی اور اردو میں آپ کے رسائل نہ صرف مواد میں بلکہ زبان و بیان کے اعتبار سے بھی بے مثال اور دلکش ہیں۔

فتاویٰ رضویہ آپ کا ایک عظیم علمی کارنامہ ہے۔ استفتاء کا شافی و کافی جواب دینے کیلئے جن جن علوم کے حوالہ جات اور وضاحتیں ضروری تھیں آپ نے اپنے خداداد علم سے فراہم کیں اور ان متعلقہ علوم پر مستند رسائل تصنیف فرمائے تھے۔ تقریباً تمام تصانیف کے نام تاریخی اور مقفّٰی رکھے۔ انداز بیان ایسا کہ

''وہ لکھیں اور پڑھا کرے کوئی''

کم سے کم الفاظ اور جملوں میں زیادہ سے زیادہ معلومات دیتے جانا، آپ کی اہم خاصیت ہے اور یہ خصوصیت بذاتِ خود ''سائنٹفک'' کہی جانے کی مستحق ہے۔ ان کا اسلوب تحقیق بھی اس قدر سائنٹیفک اور معیاری ہے کہ دو جدید کے بڑے بڑے محققین میں بھی وہ تمام خوبیاں یکجا نظر نہیں آتیں۔ خلاصہ یہ کہ اعلیٰ حضرت نے اسلام کی خدمت فرماتے ہوئے سائنس اور دیگر علوم کی خدمت کی اور علوم زمانہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شرعی احکام کی وضاحت فرمانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

سائنس کو ''مسلمان'' کرنے کی جو ترغیب آپ نے پروفیسر حاکم علی خان کو دی اور اس کا جو طریقہ بیان فرمایا وہ آپ جیسے عظیم مسلم سائنس داں ہی کا کام ہوسکتا ہے۔

حوالہ جات:

(۱) اسلام اور سائنس، ناشر، امام احمد رضا اسلامک مشن بھیونڈی،

(۲) اماماحمد رضا نمبر ماہنامہ ''المیزان'' بھیونڈی

(۳) فوز مبین در رد حرکت زمین، امام احمد رضا خاں

☆☆☆

اعلیٰ حضرت
بطور محافظ اقدارِ اسلامی

حضرت علامہ ندیم احمد قادری
(مدرس جامعہ انوار القرآن)

"انی ترکت ملة قوم لایومنون باللہ وھم بالاٰخرہ ھم کٰفرون۔ یاایھاالذین اٰمنو لا تتخذو االیھود و النصاریٰ اولیاء"

مندرجہ بالا آیات کے تحریر کرنے کا مقصد ایک طرف ملت اور اس کی اقسام بتانا ہے تو دوسری طرف ملتِ اسلامیہ کے افراد کو من حیث المجموع ملتِ یہود و نصاریٰ و ہنود سے جدا رکھنے، دوست نہ بنانے اور راز دار نہ بنانے کے احکامات بیان کرنا ہے۔ یہاں تک کہ ایک آیت کے ذریعہ باقاعدہ کلی طور پر مسلمانوں کے سوا یہود و نصاریٰ کو اور بدعقیدہ کفار کو دوست بنانے کے مطلق ممانعت اور سخت ترین تنبیہ آئی ہے۔ ملّتِ اسلامیہ جو ملّتِ ابراہیمی ہے یا ملّتِ ابراہیمی جو درحقیقت ملّتِ اسلامیہ ہے اور یہی خداوند اقدس اور اس کے رسول محترم ﷺ کی پسندیدہ ملت ہے۔ ان واضح احکاماتِ الٰہی کی روشنی میں مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ کے ہر نازک دور میں اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے مقدس افراد بھیجتا رہا جنہوں نے اقدارِ اسلامی کی حفاظت اور مسلمانوں کی رہنمائی کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے۔ ماضی قریب میں بھی اللہ عزوجل نے برصغیر پاک و ہند میں فرنگی سیاہ دور کے آغاز (۱۸۵۶ء) میں ایک ایسا ہی مجاھد اعظم ملّتِ اسلامیہ کا بطلِ عظیم برصغیر پاک و ہند کا واحد منفرد ملّی لیڈر، رہنما، رہبر، امام بلکہ امامِ انقلاب امامِ اہلسنت، محافظِ ملّت، مخلصِ ملّت، حافظِ اقدار اسلامی دنیائے کفر، یہود ونصاریٰ بلکہ ہر باطل ازم کے سامنے ڈٹ جانے والا وہ تن تنہا

مردِ مجاھد، مردِ غازی، اللہ کا بندہ، مدنی آقا کا غلام، غوثِ پاک کی بارگاہ کا بندہ، اپنے وقت کا ابوحنیفہ، شریعت کا جوہرِ آبدار، ساداتِ کرام کا بندۂ بے دام قادری سلسلہ کا ایک روشن ستارہ، روہیل کھنڈ کا اصلی افغانی پٹھان، امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو پیدا فرمایا جو پہلی بار ہندوستان کے سیاسی افق پر ۱۸۹۸ء میں محافظِ ملّت، محافظِ اقدار اسلامی کے روپ میں پٹنہ مسلم کانفرنس میں منظر عام پر آیا۔

اس وقت جبکہ تمام بڑے بڑے اکابرین وزعماءِ مسلم، ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ لگا رہے تھے تو آپ نے اس وقت پٹنہ کانفرنس میں یہ اعلان کیا کہ جس طرح انگریز مسلمانوں کا دشمن ہے اور جس طرح انگریز سے مقاطعہ واجب ہے اسی طرح ہندو بھی ہمارا دشمن ہے اور ہندوؤں سے بھی مقاطعہ واجب ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے یہ آواز اپنی زندگی کی پختہ عمر میں لگائی اور خوب سوچ سمجھ کر لگائی کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں جہاں عربی مسلمان تھے وہیں حبشہ کے بلال، روم کے صہیب اور فارس کے سلمان بھی مسلمان تھے اور عربی مسلمانوں نے اپنے بھائیوں کو کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ تمہاری ملت، تمہاری قوم الگ ہے بلکہ ان کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ "المسلم اخوالمسلم"۔ یعنی مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور یہ بھائی اس کی قوم سے تو کیا بلکہ اس کے خاندان سے ہوتا ہے اور یہی مسلمانوں کی ملّت تھی جس کی اعلیٰ حضرت نے محافظت کی۔ چنانچہ آخر وقت تک آپ نے اپنا موقف تبدیل نہیں کیا بلکہ اسی موقف پر ڈٹے رہے اور جب تحریکِ خلافت (۱۹۲۱ء) میں علی برادران نے آپ کی حمایت حاصل کرنا چاہی تو آپ نے صاف انکار کر دیا اور اپنے پچیس سالہ پرانے موقف کو دہرایا کہ ہندو اور انگریز دونوں ہی مسلمانوں کے دشمن ہیں اور جس طرح انگریز سے مقاطعہ کرنا چاہیے اسی طرح ہندو سے بھی مقاطعہ کرنا ضروری ہے۔

آپ جس وقت ہندو اور مسلم مقاطعہ کا نعرہ لگا رہے تھے تو اس وقت زیادہ تر زعماء مسلم (بشمول قائد اعظم وشاعرِ مشرق کے) ہندو مسلم اتحاد کے گن گا رہے تھے مگر آپ کی نور بصیرت نے دیکھ لیا تھا کہ ہندو مسلمانوں کا کبھی خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اکثر اور زیادہ تر مسلم رہنماؤں کو اعلیٰ حضرت ہی کے نعرے کو اپنانا پڑا اور یہی نعرہ قرارداد پاکستان کی اور پاکستان کی بنیاد بنا۔ یعنی "دوقومی نظریہ" کہ ساری کافر طاقتیں ایک قوم اور مسلمان ایک قوم کہ جو قرآنی نظریہ ہے اور جس کو اعلیٰ حضرت نے پیش کیا، پاکستان کی اساس بنا اور بعد میں شاعرِ مشرق تو اس نعرہ پر اتنے فریفتہ ہوئے کہ جس نے بھی اس نعرہ کے خلاف کوئی موقف اختیار کیا تو اپنے اشعار واقوال کے ذریعہ اس کی بیخ کنی کی۔

چنانچہ دیوبند کے مشہور مولوی حسین احمد نے جب اس کے برخلاف یہ موقف بیان کیا کہ قومیں وطن سے بنتی ہیں نہ کہ مذہب سے، تو علامہ اقبال تڑپ اٹھے اور بستر مرگ سے یہ فرمایا کہ حسین احمد دیوبندی کا یہ کہنا کہ قومیں وطن سے بنتی ہیں، غلط ہے اس کو ابھی تک محمد عربی ﷺ کے مقام کا پتہ نہیں۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کو ملت از وطن است
چہ بے خبر زِمقامِ محمد عربی است ﷺ
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ﷺ
اگر باونہ رسیدی تمام بولہبی است

اسی طرح جب ابوالکلام آزاد نے کہا کہ ہندو کی حکمرانی میں تمام اسلامی افعال کرنے کی اجازت ہوگی تو اقبال نے کہا کہ:

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

اور یہ موقف اعلیٰ حضرت ہی کا تھا، یہ فکر اعلیٰ حضرت ہی کی تھی کہ جس سے ۴۰ رسال بعد اقبال اور محمد علی جناح فیضیاب ہوئے اور یہ نعرہ لے کر اٹھے کہ

''ملت دین سے بنتی ہے ملک و وطن سے نہیں''
''تمام کافر برابر ہیں چاہے وہ انگریز ہوں یا ہندو''

وہ اس وقت اکیلا ہی میدانِ وغا میں نکلا، دلوں کو گرمایا، روحوں کو تڑپایا اور برجستہ کہا کہ ملتِ اسلامیہ کے لئے صرف انگریز ہی قاتل نہیں بلکہ ہندو بنیا، برہمن بلکہ دو کشتیوں میں سوار ہونے والا نام نہاد مسلمان بھی ہے۔

اور جس طرح ترکِ موالات انگریز سے ہوں ایسے ہی ہندوؤں سے بھی ہونا چاہیے اور ملتِ اسلامیہ کو یہ پیغام دیا کہ تیرا دشمن تیرے دین کا لٹیرا، تیری تہذیب و ثقافت کا غاصب صرف انگریز ہی نہیں بلکہ ہندو اور ہر باطل ملت کا فرد بھی ہے۔ اس فکر کو اس محافظ ملت، محافظ ناموسِ دین نے گلی گلی کوچہ کوچہ ایک تحریک کی شکل میں پہنچا دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت کی صدارت میں ۱۰،۰۰۰ر (دس ہزار) جو شیلے، خوش عقیدہ علماء و زعماء کی تعداد نے پاکستان کی تائید کر کے دشمنوں، بے دینوں، گستاخانِ رسول ﷺ، ابن الوقت اور ابن الدینار والدراھم رسب کے خیمے الٹ دیئے۔

اے محافظِ ملت، اے امام اہلسنت، اے مجدد افکار ملت، اے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی تحریک کے ہراول دستے! تجھے سلام ہزاروں سلام، لاکھوں آداب، کروڑوں نیاز:

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے!
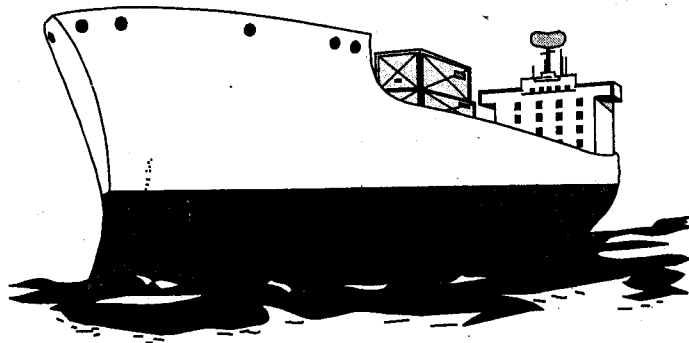
تذکرہ
امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

* مولانا محمد الیاس عطار قادری

ولادت با سعادت :

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت با سعادت بریلی شریف کے محلہ جسولی میں ۱۰رشوال المکرم (۱۲۷۲ھ) بروز ہفتہ بوقت ظہر مطابق ۱۴رجون ۱۸۵۶ء کو ہوئی آپ کا تاریخی نام المختار (۱۲۷۲ھ) ہے۔ آپ کا نام مبارک ''محمد'' ہے اور آپ کے دادا نے احمد رضا کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے

بچپن کے حالات :

جناب سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں کہ بچپن میں آپ کو گھر پر ایک مولوی صاحب قرآن مجید پڑھانے آیا کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیۃ کریمہ میں بار بار ایک لفظ آپ کو بتاتے تھے۔ مگر آپ کی زبان مبارک سے نہیں نکلتا تھا۔ وہ زبر بتاتے تھے آپ زیر پڑھتے تھے۔ یہ کیفیت آپ کے دادا مولانا رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھی تو حضور کو اپنے پاس بلایا اور کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب نے غلطی سے زیر کی جگہ زبر لکھ دیا تھا، یعنی جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نکلتا تھا وہ صحیح تھا۔ آپ کے دادا نے پوچھا کہ بیٹے جس طرح مولوی صاحب پڑھاتے تھے تم اسی طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ عرض کیا میں ارادہ کرتا تھا مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔ اس قسم کے واقعات مولوی صاحب کو بار ہا پیش آئے تو ایک مرتبہ تنہائی میں مولوی صاحب نے پوچھا صاحبزادے! سچ سچ بتادو میں کسی سے کہوں گا نہیں۔ تم انسان ہو یا جن؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کا فضل وکرم شامل حال ہے۔

(حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

علوم دینیہ کی تحصیل اور فتویٰ نویسی:

اعلیٰ حضرت قدس سرہ، نے صرف تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عمر میں مروجہ علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ سے کر کے سند فراغت حاصل کرلی۔ اسی دن آپ نے ایک سوال کے جواب میں پہلا فتویٰ تحریر فرمایا۔ فتویٰ صحیح پا کر آپ کے والد ماجد نے مسند افتاء آپ کے سپرد کردی اور آخر وقت تک

فتاویٰ تحریر فرماتے رہے۔ (الملفوظ حصہ اول)

آپ کی خداداد علمیت:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے اندازہ علوم جلیلہ سے نوازا تھا۔ آپ نے کم و بیش پچاس علوم میں قلم اٹھایا اور قابل قدر کتب تصنیف فرمائیں آپ کو ہر فن میں کافی دسترس حاصل تھی۔ علم توقیت میں اس قدر کمال حاصل تھا کہ دن کو سورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی ملا لیتے۔ وقت بالکل صحیح ہوتا اور ایک منٹ کا بھی فرق نہ ہوتا۔ علم ریاضی میں آپ یگانۂ روزگار تھے۔ چنانچہ علیگڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین جو ریاضی میں غیر ملکی ڈگریاں اور تمغہ جات حاصل کئے ہوئے تھے۔ آپ کی خدمت میں ریاضی کا ایک مسئلہ پوچھنے آئے۔ ارشاد ہوا فرمائیے، انہوں نے کہا وہ ایسا مسئلہ نہیں جسے اتنا آسانی سے عرض کروں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کچھ فرمائیے۔ وائس چانسلر صاحب نے سوال پیش کیا تو اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت اس کا تشفی بخش جواب دے دیا۔ انہیں بے انتہا حیرت ہوئی۔ انتہائی حیرت سے کہا کہ میں اس مسئلہ کیلئے جرمن جانا چاہتا تھا اتفاقاً ہمارے دینیات کے پروفیسر مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری راہنمائی فرمائی اور میں یہاں حاضر ہوگیا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسی مسئلہ کو کتاب میں دیکھ رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب بصد فرحت و مسرت واپس تشریف لے گئے اور آپ کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ داڑھی رکھ لی اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہوگئے۔ علاوہ ازیں علم تکسیر، علم ہیئت، علم جفر وغیرہ میں کافی دسترس رکھتے تھے۔

حیرت انگیز قوت حافظہ:

حضرت ابو محامد سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکمیل جواب کے لئے جب کتب فقہ سے جزئیات کی تلاش میں لوگ تھک جاتے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کرتے اور حوالہ جات طلب کرتے تو اسی وقت آپ فرمادیتے کہ ردالمحتار جلد فلاں کے فلاں صفحہ فلاں سطر میں ان الفاظ کے ساتھ جزیہ موجود ہے۔ درمختا کے فلاں صفحے فلاں سطر میں عبارت یہ ہے عالمگیری میں بقید جلد وصفحہ وسطر یہ الفاظ موجود ہیں۔ ہندیہ میں خیریہ میں مبسوط میں ایک ایک کتاب فقہ کی اصل عبارت مع صفحہ وسطر بتادیتے اور جب کتابوں میں دیکھا جاتا تو وہی صفحہ و سطر عبارت پاتے جو زبان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ اس کو ہم زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ خداداد قوت حافظہ سے چودہ سو سال کی کتابیں حفظ تھیں۔

(مقالات یوم رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

صرف ایک ماہ میں حفظ قرآن:

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے

ہیں حالانکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں۔ سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی روز سے دو ہرشروع کر دیا۔ جس کا وقت غالباً عشاء کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا۔ روزانہ ایک پارہ یاد فرمالیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ یاد فرمالیا۔

ایک موقع پر فرمایا کہ میں نے کلام پاک بالترتیب و بکوشش یاد کرلیا اور یہ اس لئے کہ ان بندگانِ خدا کا (جو میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے ہیں) کہنا غلط ثابت نہ ہو۔ (حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

آپ سراپا عشق رسول ﷺ کا نمونہ تھے۔ آپ کا نعتیہ کلام (حدائق بخشش) اس امر کا شاہد ہے۔ آپ کی نوکِ قلم بلکہ گہرائی قلب سے نکلا ہوا ہر مصرعہ آپ کی سرور عالم ﷺ سے بے پایاں عقیدت ومحبت کی شہادت دیتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کبھی کسی دنیوی تاجدار کی خوشامد کے لئے قصیدہ نہیں لکھا۔ اس لئے کہ آپ نے حضور تاجدار رسالت ﷺ کی اطاعت وغلامی کو دل وجان سے قبول کرلیا تھا۔ اس کا اظہار آپ نے ایک شعر میں اس طرح فرمایا۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

چنانچہ ایک مرتبہ ریاست نانپارہ (ضلع بہرائچ یوپی) کے نواب کی مدح میں شعراء نے قصائد لکھے۔ کچھ لوگوں نے آپ سے بھی گزارش کی کہ حضرت آپ بھی نواب صاحب کی مدح میں کوئی قصیدہ لکھ دیں۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک نعت شریف لکھی جس کا مطلع یہ ہے:

وہ کمال حسنِ حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اور مقطع میں نانپارہ کی بندش کتنے لطیف اشارہ میں ادا کرتے ہیں۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین "پارۂ ناں" نہیں

فرماتے ہیں کہ میں اہل ثروت کی مدح سرائی کیوں کروں۔ میں تو اپنے کریم اور سرور عالم ﷺ کا در کا فقیر ہوں۔ میرا دین نان کا پارہ یعنی روٹی کا ٹکڑا نہیں ہے۔ یعنی میں دنیا کے تاجداروں کے ہاتھ بکنے والا نہیں ہوں۔

بیداری میں دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

جب آپؒ دوسری بار حج کے لئے تشریف لے گئے تو زیارتِ نبی ﷺ کی آرزو لئے روضۂ اطہر کے سامنے دیر تک صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہے۔ مگر پہلی رات قسمت میں یہ سعادت نہ تھی مولانا نے اس موقع پر وہ معروف نعتیہ غزل لکھی جس کے مطلع میں دامنِ رحمت سے وابستگی کی امید دکھائی ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

لیکن مقطع میں مذکورہ واقعہ کی یاس انگیز کیفیت کے پیش نظر اپنی بے مائیگی کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل عرض کر کے انتظار میں مؤدب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور چشمانِ سر سے بیداری میں زیارت حضور اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

سبحان اللہ! قربان جایئے ان آنکھوں پر کہ جنہوں نے عالمِ بیداری میں محبوب خدا ﷺ کا دیدار کیا۔ کیوں نہ ہو آپ میں کوٹ کوٹ کر عشق رسول ﷺ بھرا ہوا تھا اور آپ ''فنافی الرسول'' کے منصب پر فائز تھے۔ آپ کا نعتیہ کلام اس امر کا شاہد ہے۔

آپ کے بعض حالات و عادات:

آپ فرمایا کرتے اگر کوئی میرے دل کے دو ٹکڑے کردے تو ایک پر ''لا الہ الا اللہ'' اور دوسرے پر ''محمد رسول اللہ ﷺ'' لکھا ہوا پائے گا۔

مشائخ زمانہ کی نظروں میں آپ واقعی فنافی الرسول تھے۔ اکثر فراق میں غمگین رہتے اور سرد آہیں بھرتے رہتے۔ پیشہ ور گستاخوں کی گستاخانہ عبارت کو دیکھتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی اور پیارے مصطفی ﷺ کی حمایت میں گستاخوں کا سختی سے رد کرتے تاکہ وہ جھنجھلا کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو برا کہنا شروع کردیں۔ آپ اکثر اس پر فخر کیا کرتے کہ باری تعالیٰ نے اس دور میں مجھے ناموس رسالت مآب ﷺ کیلئے ڈھال بنایا ہے۔ طریق استعمال یہ ہے کہ بدگویوں کا سختی اور تیز کلام سے رد کرتا ہوں۔ اس طرح وہ مجھے برا بھلا کہنے میں مصروف ہو جائیں۔ اسی وقت تک کیلئے آقائے دو جہاں ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے بچے رہیں گے۔ (الملفوظ)

حدائق بخشش میں فرماتے ہیں ؂

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

غرباء کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے۔ ہمیشہ غریبوں کی امداد کرتے رہتے۔ بلکہ آخری وقت بھی عزیز و اقارب کو وصیت کی کہ غرباء کا خاص خیال رکھنا۔ ان کو خاطر داری سے اچھے اچھے اور لذیذ کھانے اپنے گھر سے کھلایا کرنا اور کسی غریب کو مطلق نہ جھڑکنا۔

آپ اکثر تصنیف و تالیف میں لگے رہتے۔ نماز ساری عمر باجماعت ادا کی۔ آپ کی خوراک بہت کم تھی اور روزانہ ڈیڑھ دو گھنٹہ سے زیادہ نہ سوتے۔ سوتے وقت ہاتھ کے انگوٹھے کو شہادت کی انگلی پر رکھ لیتے تاکہ انگلیوں سے لفظ ''اللہ'' بن جائے۔ آپ پیر پھیلا کر کبھی نہ سوتے بلکہ داہنی

کروٹ کو دونوں ہاتھ کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارک سمیٹ لیتے۔ اس طرح جسم سے لفظ ''محمد'' بن جاتا۔ یہ ہیں اللہ والوں اور رسول ﷺ کے سچے عاشقوں کی ادائیں۔

نام خدا ہے ہاتھ میں نام نبی ﷺ ہے ذات میں
مہر غلامی ہے پڑی، لکھے ہوئے ہیں نام دو
(حامد رضا حامدؔ)

کرامت:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ ایک بار پیلی بھیت جارہے تھے۔ راستے میں نواب گنج کے اسٹیشن پر ایک دو منٹ کے لئے ریل رکی۔ مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز کے لئے پلیٹ فارم پر اترے۔ ساتھی پریشان تھے کہ ریل چلی جائے گی تو کیا ہوگا۔ لیکن آپ نے اطمینان سے اذان دلوا کر جماعت سے نماز شروع کر دی۔ ادھر ڈرائیور انجن چلاتا ہے لیکن ریل نہیں چلتی۔ ٹی ٹی اسٹیشن ماسٹر وغیرہ سب لوگ جمع ہو گئے۔ ڈرائیور نے بتایا کہ انجن میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اچانک ایک پنڈت چیخ اٹھا کہ وہ دیکھو کوئی درویش نماز پڑھ رہا ہے، شاید ریل اسی وجہ سے نہیں چلتی؟ پھر کیا تھا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے گرد لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ آپ اطمیان سے نماز سے فارغ ہو کر جیسے ہی ساتھیوں کے ساتھ ریل میں سوار ہوئے تو ریل چل پڑی۔ سچ ہے جو اللہ کا ہو جاتا ہے کائنات اسی کی ہو جاتی ہے۔

گراں بہا تصانیف:

آپ نے کم و بیش مختلف عنوانات پر ایک ہزار کتابیں لکھی ہیں۔ یوں تو آپ نے ۱۲۷۶ھ سے ۱۳۴۰ھ تک ہزاروں فتوے لکھے، لیکن افسوس! کہ سب کو نقل نہ کیا جا سکا، جو نقل کر لئے گئے تھے ان کا نام ''العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ'' رکھا گیا۔ اس کی جہازی سائز کی بارہ جلدیں ہیں۔ ہر جلد میں تقریباً ایک ہزار صفحات ہیں۔ ہر فتوے میں دلائل کا سمندر موجزن ہے۔ قرآن و حدیث، فقہ، منطق اور کلام وغیرہ میں آپ کی وسعت نظری کا اندازہ آپ کے فتاویٰ کے مطالعے سے ہی ہو سکتا ہے۔ آپ کی چند دیگر کتب کے نام درج ذیل ہیں۔

''سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح'' سچے خدا پر جھوٹ کا بہتان باندھنے والوں کے ردّ میں یہ رسالہ تحریر فرمایا، جس نے مخالفین کے دم توڑ دیئے اور قلم نچوڑ دیئے۔

''نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان'' اس کتاب میں آپ نے قرآنی آیات سے زمین کو ساکن ثابت کیا ہے۔ سائنسدانوں کے اس نظریے کا کہ زمین گردش کرتی ہے رد فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں یہ کتابیں تحریر فرمائی:

- المعتمد المستند
- تجلی الیقین
- الکوکبۃ الشابیۃ
- حیات الاموات
- سل السیوف الہندیہ
- وغیرہ

ترجمہ قرآن شریف :

آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا جو اردو کے موجودہ تراجم میں سب پر فائق ہے۔

آپ کے ترجمہ کا نام ''کنزالایمان'' ہے جس پر آپ کے خلیفہ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاشیہ لکھا ہے۔

وفات حسرت آیات :

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی وفات سے چار ماہ بائیس دن پہلے خود اپنے وصال کی خبر دے کر ایک آیت قرآنی سے سال وفات کا استخراج فرمایا تھا۔ ۲۵ رصفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء کو جمعہ مبارک کے دن ہندوستان کے وقت کے مطابق ۲ ر بجکر ۳۸ رمنٹ ، عین اذان کے وقت ، ادھر مؤذن نے حی علی الفلاح کہا اور ادھر امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

آپ کا مزار پر انوار بریلی شریف میں آج بھی زیارت گاہ خاص وعام بنا ہوا ہے۔

واقعہ عجیب :

آخر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت پیش آنے والے ایک واقعے کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے آپ دربارِ رسالت ﷺ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کی نعتوں کی مقبولیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ۲۵ رصفر المظفر کو بیت المقدس میں ایک شامی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں اپنے آپ کو دربار رسالت ﷺ میں پایا۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیائے عظام دربار میں حاضر تھے لیکن مجلس میں سکوت طاری تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی حضور کس کا انتظار ہے؟ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔

شامی بزرگ نے عرض کیا، حضور ﷺ! احمد رضا کون ہیں؟

ارشاد ہوا !

ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد وہ شامی بزرگ مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور جب وہ بریلی آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس عاشق رسول ﷺ کا اسی روز (یعنی ۲۵ رصفر ۱۳۴۰ھ) کو وصال ہو چکا ہے جس روز انہوں نے خواب میں سرور کائنات ﷺ کو یہ کہتے سنا تھا کہ:

''ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے''

(مقالات یوم رضا رحمۃ اللہ علیہ)

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشق مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ ہو

☆☆☆

امام احمد رضا اور تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

برصغیر پاک و ہند میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کا وہ پہلا خانوادہ ہے جہاں منکرین ختم نبوت اور قادیانیت کا سب سے پہلے رد کیا گیا۔ سید عالم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کا فتنہ ہندوستان میں پہلی بار اس وقت منظر عام پر آیا جب مولوی احسن نانوتوی (م ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) نے قیام بریلی کے دوران (۱۸۵۱ء تا ۱۸۶۰ء) حدیث ''اثر ابن عباس'' کی بنیاد پر اپنے اس عقیدہ کا واضح اعلان کیا کہ رسول ﷺ کے علاوہ بھی ہر طبقۂ زمین میں ایک ایک ''خاتم النبیین'' موجود ہے۔

امام احمد رضا کے والد ماجد علامہ مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) نے مولوی احسن نانوتوی کی سخت گرفت کی اور اس عقیدہ کو مسلمانوں کے متفقہ عقیدۂ ختم نبوت کے منافی قرار دیتے ہوئے ایسا عقیدہ رکھنے والے کو گمراہ اور خارج از اہل سنت قرار دیا۔ ان کی حمایت میں علماء بریلی، بدایوں اور رامپور نے بھی فتوے دیئے جس میں مولوی احسن نانوتوی صاحب کے مسلم الثبوت عالم مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی صاحب بھی شامل تھے جبکہ مولوی احسن نانوتوی کی حمایت میں ان کے عزیز مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے ایک کتاب ''تحذیر الناس'' تحریر کی اور وہ اپنے عزیز کی حمایت میں اس قدر بڑھ گئے کہ انہوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ:

> ''سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں''

(نوٹ: یہ بہت بڑی محرومی بلکہ گستاخی ہے کہ سید عالم ﷺ کا اسم گرامی لکھتے وقت ''صلعم'' یا '' ؐ '' '' ؑ '' جیسے مہمل الفاظ لکھے جائیں، اسلئے کہ آیۂ کریمہ ''اِنّ اللّٰہ وملٰئکتہ یصلّون علی النبی الخ'' میں حکم وجوب ہے وہ قلم و زبان دونوں کے لئے ہے)

دوسری جگہ مزید تحریر کیا:

> ''اگر بالفرض بعدِ زمانۂ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ

جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''۔

یہی وہ دل آزار تشریح ہے جس نے انیسویں صدی کے آخری دھائی میں ملت اسلامیان ہند میں دو دھڑے پیدا کردئے اور ایک نئے فرقہ ''دیو بندی وھابی'' کو جنم دیا آگے چل کر ''تحذیر الناس'' کی اسی عبارت نے مرزا غلام قادیانی کذّاب کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کے لئے مضبوط بنیاد فراہم کی جس کو آج تک قادیانی بطور دلیل پیش کرتے چلے آئے ہیں۔

حتیٰ کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو جب پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کیلئے دلائل دیئے جارہے تھے تو قادیانیوں کے نمائندہ مرزا ناصر نے اپنے مسلمان ہونے کے دفاع میں مولوی قاسم نانا توی کی ان عبارات کو بطور دلیل پیش کیا جس کا جواب جناب مفتی محمود سمیت اسمبلی میں موجود کسی دیو بندی سے نہ بن پڑا البتہ مولانا شاہ احمد نورانی اور علامہ عبدالمصطفیٰ الازھری صاحب نے گرجدار آواز میں کہا کہ ہم اس عبارت کے لکھنے والے اور اس کے قائل دونوں کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہیں جیسا قادیانیوں کو اور اس سلسلے میں امام احمد رضا کا مُرتّبہ اور حرمین شریفین کا تصدیق شدہ فتویٰ حسام الحرمین اسمبلی میں پیش کیا جاچکا ہے۔

مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ مفتی محمود صاحب کی جماعت ، جمیعت علماء اسلام ہی کے دو معزز اراکین مولوی غلام غوث ہزاروی دیو بندی اور مولوی عبدالحکیم دیوبندی نے قادیانیت کے خلاف پیش کردہ قرارداد پر قومی اسمبلی میں موجود ہونے کے باوجود دستخط نہیں کیے لیکن نہ مفتی محمود صاحب نے ، نہ ان کی جماعت نے اور نہ ہی کسی اور دیو بندی عالم نے ان کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی کی یا بیان دیا یا اخبارات میں مضمون لکھا۔ دراصل مرزا غلام قادیانی کی تردید و تکفیر کے ساتھ ساتھ اس عبارت کی تائید وحمایت وہی شخص کرسکتا ہے جو عین نصف النہار کے وقت آفتاب کے وجود کے انکار کی جرأت کرسکتا ہو یا پھر اس کی ذہنی کیفیت صحیح نہ ہو۔

برصغیر پاک و ہند کے علمائے مرشدین میں حضرت امام احمد رضا وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۵ء حرمین شریفین کے تقریباً ۳۵ر مشاہیر فقہا اور علماء سے مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کی بنیاد فراہم کرنے والے مولوی قاسم نانا توی اور ان کے دیگر ہم عقیدہ علماء کے بارگاہ الٰہی اور بارگاہ رسالت پناہی میں گستاخانہ عبارات کے خلاف شخصی طور پر اسلام سے اخراج اور کافر قرار دیئے جانے کا واضح فتویٰ حاصل کیا جسے عرب و عجم میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ فتویٰ ''حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین'' کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ آگے چل کر حرمین طیبین کا یہی فتویٰ عالمی سطح پر قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کے غیر مسلم قرار دیئے جانے کی تمہید بنا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے مرزا قادیانی کو صرف کافر ہی نہیں قرار دیا بلکہ اس کو ''مرتد منافق'' بھی کہا ہے اور اپنے فتوؤں میں اس کو اس کے اصلی نام کے بجائے غلام قادیانی کے نام سے یاد کیا ہے۔ ''مرتد منافق'' وہ شخص ہے جو کلمۂ اسلام پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اس کے باجود اللہ تعالی یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی یا رسول کی

توہین کرتا ہے یا ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہے۔ اس کے احکام کافر سے بھی سخت تر ہیں۔ امام صاحب نے مرزا غلام قادیانی اور منکرین ختم نبوت کے رد و ابطال میں متعدد فتاویٰ کے علاوہ جو مستقل رسائل تصنیف کئے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) جزاء الله عدوه باباثه ختم النبوة:

یہ رسالہ ۱۳۱۷ھ میں تصنیف ہوا۔ اس میں عقیدہ ختم نبوت پر ایک سو بیس حدیثیں اور منکرین کی تکفیر پر جلیل القدر ائمہ کرام کی تیس تصریحات پیش کی گئی ہیں۔

(۲) "السوء والعقاب على المسيح الكذاب":

یہ رسالہ ۱۳۲۰ھ میں اس سوال کے جواب میں تحریر ہوا کہ آیا ایک مسلمان اگر مرزائی ہو جائے تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی؟ امام احمد رضا نے دس وجہ سے مرزا غلام قادیانی کا کفر ثابت کر کے احادیث کے نصوص اور دلائل شرعیہ سے ثابت کیا کہ سنی مسلمہ عورت کا نکاح باطل ہو گیا وہ اپنے کافر مرتد شوہر سے فوراً علیحدہ ہو جائے۔

(۳) قهر الديان على مرتد بقاديان:

یہ رسالہ ۱۳۲۳ھ میں تصنیف ہوا۔ اس میں جھوٹے مسیح قادیان کے شیطانی الہاموں، اس کی کتابوں کے کفریہ اقوال اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ سیدتنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکی و طہارت اور ان کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

(۴) المبين ختم النبيين:

یہ رسالہ ۱۳۲۶ھ میں اس سوال کے جواب میں تصنیف ہوا کہ "خاتم النبیین" میں لفظ "النبیین" پر جو الف لام ہے وہ استغراق کا ہے یا عہد خارجی کا۔ امام احمد رضا نے دلائل کثیرہ واضحہ سے ثابت کیا کہ اس پر الف لام استغراق کا ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

(۵) الجراز الدياني على المرتد القادياني:

یہ رسالہ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا گیا اور اسی سال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

سائل نے ایک آیت کریمہ اور ایک حدیث پیش کی جس سے قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ کی وفات پر استدلال کرتے ہیں، امام احمد رضا نے آیت کریمہ کے سات فائدے بتائے اور سات وجوہ سے ان کے دلائل کو رد کیا اور حدیث شریف کو دلیل بنانے کے دو جواب دے کر قادیانیوں کے اس عقیدہ کا رد بلیغ کیا۔

(۶) المتعقد المنتقد:

مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی کی قدس سرہ العزیز عربی کتاب "المعتمد المستند" پر قلم برداشتہ عربی حاشیہ ہے جس میں اپنے دور کے نو پید فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے قادیانیوں کا بھی ذکر کیا ہے اور انہیں دجال و کذاب لکھا ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی مسند افتاء سے۔ ہندوستان میں جو سب سے پہلا رسالہ قادیانیت کی رد میں شائع ہوا وہ ان کے صاحبزادہ اکبر حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۶ء "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" کے نام سے تحریر کیا تھا، جس میں مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور غلام

قادیانی کذاب کے مثیل مسیح ہونے کا زبردست رد کیا گیا ہے۔امام احمد رضا نے خود اس رسالے کو سراہا ہے۔

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ منکرین ختم نبوت اور قادیانیوں کے رد و ابطال میں امام احمد رضا کس قدر سرگرم، مستعد، متحرک اور فعال تھے۔ وہ اس فتنہ کے ظہور پذیر ہوتے ہی اس کی سرکوبی کے درپے تھے، جب کہ ان ہی دنوں ان کے بعض ہم عصر جید مخالفین علماء مرزا غلام قادیانی کی جعلی اسلام پرستی اور جذبۂ تبلیغ اسلام سے نہ صرف متاثر نظر آرہے تھے بلکہ بعض تو اس سے اپنی عقیدت و محبت کا کھلم کھلا اظہا بھی کررہے تھے اس سلسلے میں مشہور مصنف اور ندوۃ العلماء (لکھنؤ، ھند) کے مہتمم مولوی ابو الحسن علی ندوی صاحب کا بیان ایک تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ندوی صاحب نے اپنے مرشد شیخ عبدالقادری رائے پوری صاحب کی سوانح حیات میں مرزا غلام قادیانی کے ساتھ ان کے تعلق خاطر کا اہم واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مرزا غلام قادیانی کی کتابیں پڑھا کرتے تھے، انہوں نے کہیں پڑھا کہ خدا نے اس کو مستجاب الدعواۃ قرار دیا ہے وہ اس الہام سے بہت متاثر ہوئے چنانچہ وہ، اس کے بعد مرزا قادیانی کو اپنی ھدایت اور شرح صدر کی دعا کیلئے برابر خط لکھا کرتے تھے اور وہاں سے جواب بھی آتا تھا۔ ایک مرتبہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے قادیانی کا رد لکھنے کیلئے کتابیں منگوائیں تو شیخ عبدالقادر رائے پوری نے بھی وہ مطالعہ کیں جس سے ان کے قلب پر اتنا اثر ہوا کہ وہ اسے سچا سمجھنے لگے۔(ملخصاً)

اس واقعہ پر علامہ ارشد القادری صاحب نے رد قادیانیت کے سلسلے میں اپنی ایک تحریر میں بڑا جامع تبصرہ کیا ہے جو قارئین کرام کے استفادہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے:

"مولانا ابو الحسن علی ندوی کی اس تحریر سے جہاں واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام احمد رضا اپنی ایمانی بصیرت کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ صرف کذاب اور مفتری سمجھتے تھے بلکہ دشمن اسلام سمجھ کر اس سے لڑنے کے لئے ہتھیار جمع کررہے تھے وہیں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مولانا ابو الحسن علی ندوی کے پیر و مرشد مولانا عبدالقادر رائے پوری مرزا غلام احمد قادیانی سے نہ صرف ایک عقیدت مند کی حد تک متاثر تھے بلکہ اپنے دعوائے نبوت میں اسے بہت حد تک سچا بھی سمجھتے تھے۔اب اس کی وجہ بصیرت کا فقدان ہو یا اندرونی طور پر مفاہمت کا کوئی رشتہ ہو اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ امام احمد رضا کا دینی شعور کفر کو کفر اور باطل کو باطل سمجھنے میں نہ کبھی غلط فہمی کا شکار ہوا اور نہ فیصلہ کرنے میں کوئی خارجی جذبہ ان کی راہ میں حائل ہوسکا اور یہ صرف توفیق خداوندی اور عنایت رسالت پناہی ہے"

راقم اس تبصرہ پر مزید اضافہ یہ کرتا ہے کہ ندوی صاحب نے بات یہیں ختم کردی اور یہ نہیں بتایا کہ ان کے پیرو مرشد کی ہدایت کا سبب بھی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا کے وہ فتاویٰ اور تصانیف تھیں جو انہوں نے قادیانیت اور منکرین ختم نبوت کے رد میں تحریر فرمائیں۔ اسی طرح عبدالمجید

سالک نے ''یارانِ کہن'' میں لکھا ہے کہ ابوالکلام آزاد (دیو بندی) مرزا قادیانی کی ''غیرت اسلامی اور حمیت دینی'' کے قدردان تھے یہی وجہ ہے کہ غلام قادیانی کے مرنے پر انہوں نے اخبار ''وکیل'' (امرت سر) میں بحیثیت مدیر، اس کی ''خدمات اسلامی'' پر ایک شاندار شذرہ لکھا اور وہ لاہور سے بٹالہ تک اس کے جنازے کے ساتھ بھی گئے۔ اس تعزیتی شذرہ کے اہم اقتباسات کو قادیانیوں نے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے پورے ایوان کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کی دلیل میں مولوی قاسم نانوتوی کی مذکورہ بالا عبارات کے ساتھ بڑے فخر کے ساتھ پیش کیا تھا۔ ایک حیرت انگیز انکشاف یہ بھی ہوا کہ دیوبندی حکیم مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے مرزا غلام قادیانی کی چار تصانیف ''آریہ دھرم'' (۱۸۹۵ء) ''اسلام کی فلاسفی'' (۱۸۹۶ء) ''کشتی نوح'' (۱۹۰۲ء) اور ''نسیم دعوت'' (۱۹۰۵ء) کے مجموعے کو ''المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ'' کے عنوان سے ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں خود اپنے نام سے شائع کیا، اسی کتاب کو قیام پاکستان کے بعد محمد رضی عثمانی دیو بندی صاحب نے ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' کے نام اور اپنے دیباچہ کے ساتھ دارالاشاعت کراچی سے شائع کیا۔ اگر مولوی اشرفعلی تھانوی مرزا قادیانی کو کافر یا جھوٹا سمجھتے تو اسلام کی حقانیت کی دلیل کے طور پر اس کی تحریر اپنے نام سے ہرگز شائع نہ کرتے۔ ادھر جس وقت مولوی تھانوی صاحب غلام قادیانی کی چربہ کتب اپنے نام سے شائع کرانے کا اہتمام فرمارہے تھے، امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ اوران کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ مسند افتاء بریلی سے مرزا غلام قادیانی کے خلاف کفر اور ارتداد کا فتویٰ صادر فرما کر مسلمانان ہند کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کا سامان بہم پہنچارہے تھے۔ اس کے علاوہ امام احمد رضا کی تقریباً ۶ رکتب اوران کا مرتب کردہ فتاویٰ حرمین شریفین ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' اور حجۃ الاسلام کی کتاب ''الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی'' (۱۳۱۷ھ) یکے بعد دیگرے شائع ہورہی تھیں۔

الغرض کہ اس فتنہ کے رد میں امام احمد رضا کی مساعی جمیلہ اس قدر قابل ستائش اور قابل توجہ ہیں کہ ہر موافق و مخالف نے انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ پروفیسر خالد شبیر احمد فیصل آبادی دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی تالیف ''تاریخ محاسبہ قادیانیت'' میں رد مرزائیت پر امام احمد رضا کا فتویٰ بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے اور امام صاحب کی فقہی دانش و بصیرت کو شاندار خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ان کے تاثرات کے چند جملے ملاحظہ ہوں:

> ''ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت، فقہی دانش و بصیرت کا ایک تاریخی شاہکار ہے جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو خود ان کے دعاوی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے، یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی خزینہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں کم ہے''

☆☆☆

حدائق بخشش

کی اردو نعتیہ شاعری

تحریر: اثر صدیقی

(بشکریہ ہفت روزہ "ڈسپلن" (۲۳ دسمبر ۲۰۰۱ء) مالیگاؤں، ہندوستان)

نعت، عربی لغت کا وہ مقدس، محتشم، مکرم اور محترم لفظ ہے جو اپنی ساعتِ آفرینش سے امروز تک صرف اور صرف اوصافِ محمد ﷺ کے اظہار و اشتہار کیلئے مختص اور مستعمل ہے۔ نعت اس کامل ترین شخصیت کی عقیدہ خوانی و تہنیت و تقدیس ہے، جس کے جاہ و جلال، تقویٰ، اخلاص، توکل، صبر و تحمل، تدبر و تشکر اور فصاحت و بلاغت کا کائنات آدم میں کوئی ثانی نہیں، وہ روحِ کونین ہے جس کا اسوۂ حسنہ دربارِ ایزدی میں مرکزِ درود و سلام ہے۔ بقول اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی۔

میں تو کیا چیز ہوں، خود صاحبِ قرآن کو شہا
لاکھ مصحف سے پسند آئی بہارِ عارض

قرآن مجید نے رحمت اللعالمین، طٰہٰ و یٰسین، مدثر و مبشر، منذر و نذیر، مزمل و سراج منیر جیسے القاب و اعزازات سے خاتم النبیین ﷺ کو خطاب کر کے ابن آدم کو دربار رسالت مآب میں گفتگو کا سلیقہ اور قرینہ تفویض کیا۔ قرآن مجید صرف سرمدی و ابدی گلدستۂ نعت نہیں بلکہ ایک جامع درسگاہِ نعت بھی ہے۔ بقولِ مصنفِ حدائق بخشش۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

فنِ نعت کو صرف شعری محاسن نہیں جذباتی مناقب بھی درکار ہیں۔ نعت خارجی انسلاکات و داخلی محسوسات کا جمالیاتی اشتراک ہوتی ہے، محفلِ نعت اس محبوب خدا ﷺ کی بارگاہ ہے جہاں عاشقِ دلگیر کو بے سروسامانیاں نہیں ساز و رخت کی ضرورت ہے، اس بزمِ ناز میں عاشق شکوہ سنج نہیں تشکر طراز ہوتا ہے۔ یہاں پائے اسلوب میں شریعت کی بیڑیوں کی کارفرمائی ہے، ایوان نعت میں "باادب"،

''باملاحظہ'' کی بازگشت ہمیشہ گونجتی رہتی ہے ، نعت گو ''وتعزروہ وتوقروہ'' کے آفاقی نظام کا پابند ہوتا ہے۔

اس دربار رسالت مآب ﷺ میں قیس وفرہاد کی طرح بے محابا اظہارِ عشق کی اجازت نہیں ، یہاں عقیدتِ صدیق رضی اللہ عنہ کی خاموش عبادت مقبول ہے یہاں دل رنجور کے ہزار پارے یہاں وہاں بکھیرنے والوں کا اژدھام نہیں بلکہ یہاں باطل کے لشکر جرار کے روبرو چند فدائیانِ رسول ﷺ کے عزم وعمل کی صف بندیاں ہیں ۔ یہاں ''دیدار یوسفِ کنعاں'' سے ''زلیخائے وقت'' کی انگلیاں نہیں کٹتیں بلکہ فیضان یار سے نسلوں کے مقدر سنورتے ہیں۔ یہاں کفِ کلیم میں اک چاند نہیں چمکتا بلکہ اک جنبشِ انگشت سے مہتابِ عالم تاب کے شق ہونے کی سرمستیاں ہیں ۔ یہاں دمِ مسیح سے مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات اور روشن لائحہ عمل سے مردار ادیان وملل کے اجسام میں حیات افروزیاں ہیں ۔ یہاں بحر و بر میں تختِ سلیمانی کی طاقت آزمائی نہیں بلکہ قلوب و اذہان کی تسخیر کے درخشاں ابواب ہیں ۔ یہاں صرف قندیلِ لفظ کی قیمت و پذیرائی نہیں بلکہ جذبۂ بلیغ و اخلاصِ عمیق کے ماہِ کامل کی کامرانی ہے ،نعت گوئی صحرائے بے کراں کی غزل خوانی نہیں بلکہ حریم جاں میں اذانِ شوق ہے ۔نعت گوئی مجازی محبوب کے سنگِ در کی بوسہ بازی نہیں بلکہ کربلائے وقت میں سجدۂ حسین کی سرشاری ہے۔ یہاں سودائے نقد کا معاملہ نہیں بلکہ انتظارِ محشر کا کیف وسرور ہے۔

رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قیدِ خودی سے رہیدہ ہونا تھا

حضرت مولانا کی نعتیہ شاعری شاعرِ مشرق کے ساختیاتی و معنیاتی آئینہ خانوں میں نغمۂ عندلیب و رنگِ طاؤس نہیں بلکہ سوزِ جبرئیل یا بانگِ سرافیل ہے۔مولانا کا احساس لاکھ حکیم سر بجیب نہیں ایک کلیم سر بکیب ہے۔ مولانا کی شاعری جلوۂ شعور و شعار نہیں بلکہ خاکِ مدینہ و نجف کی سرمہ سرائی ہے ۔ یہاں سرِ ریشۂ قلم سے خانۂ فرہاد روشن ہے یہاں کاروانِ شوق ہر لحظہ نئے طور اور نئی تجلیوں کا ہم سفر ہے ۔ یہاں حریمِ وجود مشعلِ عشق سے فروزاں ہے۔ حدائق بخشش کے اوراق فروزاں پر صلوٰۃ و درود سے تب وتابِ دروں کا منظر نامہ ہے۔ یہاں رمزِ دل کی آشنائی سے حضوری و دیدہ وری کے ابواب روشن ہیں۔قم باذن اللہ کی تکبیر دل میں معرکۂ بود ونبود کی گدازیت ہے۔ یہ محفلِ شعر وسخن وہ آہِ سحر گاہی ہے جس کی بدولت عطار، رومی، رازی، غزالی، سعدی اور شیرازی سرطراز ہیں۔

اے رضاؔ یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

غالبؔ کے زرنگاہِ محیط سخن میں حدائق بخشش کی

شاعری دلِ ہر قطرہ میں سازِ انا البحر کی بازگشت ہے، حدائق بخشش مستانہ وار وادیٔ خیال کا سفر ہے۔ حدائقِ بخشش حریم لفظ لفظ میں گنجینۂ معنی کا طلسم ہے، حدائقِ بخشش کا چراغ جلوۂ بینش کے زکاتِ حسن سے صبر آسا ہے۔

مرے غنی نے جواہر سے بھردیا دامن
گیا جو کاسۂ مہ لے کے شب گدائے فلک

حدائقِ بخشش بساطِ ہنر پر گلکشتِ جنوں ہے۔ حدائقِ بخشش قرطاسِ شوق پر فروغِ عشق کی کارفرمائی ہے۔ حدائقِ بخشش محفل شعر وسخن میں ایک عاشق کی نغمہ سرائی ہے۔

اے رضا جانِ عنادل ترے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

حضرت مولانا کا قلم جمالِ کائنات سے تلازمے تلاش کرتا ہے، ان کا وجدان صبح کے سورج کی طرح فرحت بخش ہے ان کا شعور، ماہ درخشاں کی طرح ظلمت نبرد ہے۔ ان کے جذبوں میں غنچوں کی طہارت ہے۔ ان کے احساس میں پھولوں کی خوشبو ہے۔ ان کی بصیرت میں خاکِ کیمیا کی قوتِ جاذبیت ہے۔

جہاں کی خاک روبی نے چمن آراء کیا تجھ کو
صبا ہم نے بھی ان گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

حدائقِ بخشش کی نعتیہ فضا ایک عاشق کا شہرِ شعار ہے۔ جہاں محبوبِ رعنا کے غمزۂ وچشم، قد وگیسو، ناز وادا، لب وخسار کی قصیدہ خوانیوں کی جلوہ آرائیاں بھی ہیں، قلبِ بسمل کے اضطراب وبے تابیوں کی جلوہ سامانیاں بھی، شعر شعر میں محبت کے بے شمار جاوداں رنگ بکھرے پڑے ہیں۔ کاوشِ محترم کا لفظ لفظ عقیدت کی منقبت ہے۔ حرف حرف میں مسلکِ احترام کی تہنیت ہے۔

میٹھی باتیں تری دینِ عجم ایمانِ عرب
نمکین حسن ترا جانِ عجم شانِ عرب

مولانا موصوف نے ادیان وملل کی بے بضاعتی و تنگ دامانی کا اظہار آپ کی رحمت نا تمام وسیلوں سے کیا ہے۔ مولانا محترم کے زاویۂ نگاہ کے روبرو بھوکے شکم سے پتھر باندھ کر نسلوں کی غم خواریٔ تاریخ مبیں ہے۔ انہیں بارشِ سنگ میں عطائے دعا کی شریعت کا عرفان ہے۔ انہیں کھجوری چٹائی والے دردمند پیغمبر ﷺ کے شفاف احساس کی معرفت ہے۔

مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہوگا
تم سا نہیں غم گسار آقا

اعلیٰ حضرت اردو شاعری کی روایات پارینہ کے علمبردار سہی مگر اوراقِ حدائق بخشش میں فطری علائم سے تلمیحات کے ابواب روشن ہیں۔ جا بجا تحریر میں سمعی وبصری سرچشمۂ اظہار ہیں۔ حضرت مولانا کے شعری محرکات اجتہادی کیفیات کے علمبردار ہیں۔ موصوف کا وجدان نئے

معنیاتی جہانوں کا متلاشی ہے۔ حدائقِ بخشش کے سیاق و
سباق میں تازہ کاری کا رنگ شفق ہے۔ لاریب، حدائق
بخشش کا استعاراتی نظام بلیغ، کامل اور پراثر ہے۔

جنگل درندوں کا ہے، بے یار، شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ، لے خبر

پر خار راہ، برہنہ پا، تشنہ آب دور
مولیٰ پڑی ہے آفتِ جانکاہ، لے خبر

حدائق بخشش روحانی محسوسات کا ارتکاز ہے۔
حدائق بخشش متصوفانہ تخیلات کا انکشاف ہے، حدائق بخشش
پاکیزہ جذبات کا انعطاف ہے۔ اسلامی بلند روایات اور
انسانی اعلیٰ اقتدار کی پاسداری و وفا شعاری نے اعلیٰ حضرت
کو ایک ''دلِ گداختہ'' عطا کیا اور اس دلِ دردمند نے
موصوف کے نعتیہ کلام کو ایک عاشقِ رسول ﷺ کا ترانہ
بنا دیا۔ چونکہ نعتِ پاک میں تفریط و افراط کی چنداں گنجائش
نہیں، اس لئے حدائقِ بخشش کے اظہار و عقیدت کا توازن و
اعتدال صد احترام ہے۔ اس نعتیہ کلام میں ترسیلات کا منظر
نامہ متنوع اور دل پذیر ہے، تخلیقی استعارات سے تخیل اور
عقیدت کے آمیزے کی نمو داری ہے۔ وارفتگیٔ عشقِ رسول
نے وجدان کو جمالیاتی آہنگ بخشا اور یہ مجموعہ ایجازِ تراکیب
کا گہوارہ بن گیا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

☆☆☆

ادآب السالکین

ETHICS FOR THE MUREED

by

Ghousul-Waqt Abul-Fadl Shamsudeen Sayyid Ale'Ahmad Ach'che Mia Husaini Al-Qaadiri Barkaati

Translated by

Durwesh Abu-Muhammad Abdul Haadi Al-Qaadiri Barkaati

Published by

Imam Ahmad Raza Academy

Durban. South Africa

قرآن کریم
امام احمد رضا اور سائنسی مصطلحات

☆☆☆

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ o (النحل)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پوچھنے والے پر کوئی پابندی نہیں لگائی کہ میرے علم والوں سے کیا سوال کرنا اور کیا نہ پوچھنا بلکہ کھلی اجازت دے دی کہ میری جانب سے علم دیئے جانے والوں سے کسی بھی زمانے میں کسی بھی علم و فن یا کسی بھی علم کی شاخ در شاخ سے متعلق جو بھی سوال کرنا چاہو سوال کرنا ہمارے اہل علم تم کو تشفی بخش جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ o (الحجر)

''بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کیلئے ہر زمانے میں ایسے ذہن پیدا فرمائے جنہوں نے اپنی ذہانت سے اس کو الحمد سے والناس تک زبانی یاد رکھا۔ اس عظیم کتاب کا حافظہ میں محفوظ کر لینا انسان کی بس کی بات نہیں اور نہ یہ انسان کی اپنی کوئی طاقت۔ کیونکہ اس ربّ ذوالجلال نے اس کی حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے اس لئے اس مخلوق انسانی سے چند کو ہر زمانے میں انتخاب فرما کر اس کے ذہن میں محفوظ فرما دیتا ہے اور یہ حفظِ قرآن کا سلسلہ قیامت تک ایسے ہی جاری رہے گا اور اس کے اس چیلنج کو حفاظِ قرآن پورے کرتے رہیں گے اگر چہ وہ انسان اور حفاظ کا محتاج نہیں مگر اسباب کی دنیا میں اس نے انسانوں کے درمیان اس کو انسانوں کے ذریعہ ہی محفوظ رکھا ہے۔ اس کے حفاظ درحقیقت حروف کے جاننے والے ہیں وہ حروف سے حروف کو ملا کر پورا قرآن سنا دیتے ہیں لیکن حفاظ کی

اکثریت حروف کی معنویت اور حقیقت سے آگاہ نہیں ہوتی۔
خداوند کریم نے اس کا بھی انتظام فرمادیا کہ جب کبھی دنیا میں کوئی انسان کوئی سا بھی سوال کرے اور اس سوال کا تعلق زمانے کے کسی بھی علم وفن سے ہو حروف کی حقانیت جاننے والا اس کا جواب دے دے گا۔ حروف کی حقانیت، معنویت، مقصدیت جاننے والے کو قرآن نے ''اھل الذکر'' بتایا ہے۔''اھل الذکر'' کی بہت ساری اقسام ہیں:

1: پہلی قسم- جو مخصوص علم جانتے ہیں اس کے علاوہ اور علوم نہیں جانتے۔

2: دوسری قسم- مخصوص علم جاننے والے بھی دو اقسام کے ہیں
(الف) وہ جو صرف ظاہر مخصوص علم یا اس کی شاخ کو جانتے ہیں مگر اس علم کی حقیقت سے واقفیت نہیں رکھتے۔
(ب) ظاہراً بھی جانتے ہیں اور حقیقت سے بھی آشنائی رکھتے ہیں مگر حقیقت کی اصل سے واقفیت نہیں رکھتے۔

3: تیسری قسم- چند مخصوص علم میں مہارت یا دسترس رکھتے ہیں باقی میں کم۔

4: چوتھے-صرف دنیاوی یا دینی علوم پر دسترس رکھتے ہیں۔

5: پانچویں- دنیاوی اور دینی اکثر علوم میں دسترس رکھتے ہیں

6: چھٹے-تمام دنیاوی اور دینی علم کا ادراک رکھتے ہیں۔

ان اقسام کے مزید تقسیم ممکن ہے مگر احقر نے صرف سمجھانے کے خاطر یہ خاکہ پیش کیا ہے اس میں ہر شخص "فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ" میں اپنی صلاحیت کے مطابق شمار کیا جا سکتا ہے کہ تم اس علم کے اہل علم سے معلوم کرلو وہ تم کو جواب دے دیں گے مگر ایسے اشخاص کم ملیں گے جو اس آیت کی مکمل اور جامع تفسیر بن جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کو تو ہر زمانے میں ان کے امتیوں کے مقابلے میں مکمل علم عطا فرمایا یہاں تک نبی الانبیاء علیہ سلام کو کل کائنات کا علم عطا فرمادیا کہ جو بھی آپ سے سوال کیا جائے آپ اس کو جواب دے سکیں اس کے لئے قرآن نے سند عطا فرمادی:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (النسآء)

''اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے''

نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کا سلسلہ کیونکہ جاری ہے اور آپ نے ظاہری پردہ فرما کر دوسری دنیا کو اپنے وجود مسعود سے رونق بخشی ہوئی ہے اس لئے دنیا میں قیامت تک آپ کی ظاہری کمی کو علماء ربانیین پورا کرتے رہیں گے جو درحقیقت آپ کے ہی فیض وکرم سے آپ کے نائبین ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں حضور ﷺ کے نائبین کو بھی اس زمانے کے تمام علوم وفنون میں یکتائے روزگار بناتا ہے تاکہ اگر ان سے کوئی سوال کرے تو وہ ہر اس سوال کا جواب دے دیں ورنہ دین پر، اسلام، پر قرآن پر، صاحب قرآن پر اور صاحب قرآن کے بھیجنے والے پر حرف آئے گا کہ وہ نہیں جانتا (معاذ اللہ)۔اس لئے دنیا

میں خداوند کریم ایسی عبقری شخصیات کو بھیجتا رہتا ہے۔

ایسی ہی ایک عبقری شخصیت، نائب رسول اور فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ کی جامع تفسیر کی شکل میں امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کی ہے۔ ان کی ۵۵ سالہ علمی زندگی میں جس کسی نے کسی بھی شعبہ سے کسی بھی نوعیت کا سوال کیا آپ نے اس علم کی اصطلاحات کے ساتھ اس کا بھرپور تسلی بخش اور صحیح جواب عطا فرمایا۔ یہاں سوال جواب کے بجائے ان کی علمی بصیرت، قرآن کریم کی فہم اور سائنسی اصلاحات وعلوم سے متعلق دو چار مثالیں پیش کرنا چاہوں گا:

امام احمد رضا کے علوم وفنون کا مرکز قرآن حکیم ہے۔ امام احمد رضا ترجمہ قرآن میں اس بات کا خاص اہتمام کرتے ہیں کہ جس آیت سے جس علم پر روشنی پڑتی ہے اس آیت کا ترجمہ اسی علم کی مصطلحات میں کرتے ہیں۔ امام احمد رضا واحد مترجم قرآن ہیں جن کو علوم نقلیہ کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ یعنی موجودہ سائنسی علوم پر بھی سو سے زیادہ رسائل اور کتابیں اردو، فارسی اور عربی زبان میں محفوظ ہیں افسوس کے صرف چند زیور طباعت سے آراستہ ہوسکیں۔ یہاں سائنس وحکمت وفلسفہ کے حوالے سے چند امثال پیش کر کے امام موصوف کی ان علوم پر دسترس کی طرف توجہ دلا رہا ہوں مثال ملاحظہ کیجئے:

وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝ (النباء)

''اور پہاڑ چلائے جائیں گے کہ ہوجائیں گے جیسے چمکتا ریتا پانی کا دھوکہ دیتا''

امام احمد رضا کے اس ترجمہ قرآن کو پڑھ کر علوم عقلیہ کا ماہر خاص کر علوم ارضیات وطبیعات کا ماہر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مولانا نے ''سرابا'' کا جو ترجمہ کیا ہے یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ وہ اس عمل سے واقف نہ ہو کہ کیونکہ تیز گرمی میں ریگستانوں میں یا کسی بھی سطح ہموار پر پانی ہونے کا شبہ ہوتا ہے اور جوں جوں وہ قریب جاتا ہے وہ پانی دور ہوتا جاتا ہے اور وہ اس حقیقت سے آگاہ ہوجاتا ہے کہ یہ میری نظر کا دھوکا تھا۔ امام احمد رضا ساتھ ہی ساتھ مفسرین اور ماہرین لغت سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں چنانچہ ملاحظہ کیجئے کہ مفسرین اور ماہرین لغت ''سرابا'' کے متعلق کیا فرماتے ہیں:

تفسیر خازن:

(فکانت سرابا): ای هبأمنبثا کا لسراب فی عین الناظر

''ریت کے ذرات جو دور سے دیکھنے میں (پانی کی طرح) چمکتے ہیں انہیں سراب کہا جاتا ہے''

تفسیر مدارک:

(فکانت سرابا): ای هبأ تخیل الشمس انه ما

''ریت کے ذرات جو سورج کی روشنی میں پانی کی طرح چمکتے معلوم ہوں''

مفردات القرآن!

سراب اس کو کہا جاتا ہے جب شدت گرمی میں دوپہر کے

وقت بیاباں میں جو پانی کی طرح ریت چمکتی ہوئی نظر آتی ہے اس کو سراب کہتے ہیں۔

ان دلائل سے جو بات سامنے آئی وہ یہ کہ سراباً ایک قسم کا دھوکا ہے کہ جب ریگستان میں یا کسی ہموار سطح پر سورج کی شعائیں پڑتی ہیں تو دور سے پانی کی موجودگی کا دھوکا ہوتا ہے امام احمد رضا نے اس حقیقت کی ترجمانی فرما کر بتا دیا کہ آپ کو اللہ نے قرآن فہمی کا کتنا وسیع ادراک دیا ہے جب کہ اردو زبان کے تمام مترجمین نے سرابا کا ترجمہ صرف ریت کیا ہے۔

امام احمد رضا نے یہ ترجمہ دراصل قرآن پاک کی سورہ ''القارعہ'' میں قیامت میں پہاڑوں کی حالت بتائی جانے کے پیش نظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ القارعہ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ (القارعہ)

''اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی اون''

سورہ المرسلٰت میں ارشاد قدسی ہے:

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝

''اور جب پہاڑ غبار بن کر اڑا دیئے جائیں''

امام احمد رضا نے سراباً کا مفہوم وہ بیان کیا ہے جو روز قیامت نظر آئے گا۔ قیامت کے دن چونکہ زلزلوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگا جس کی وجہ سے پہاڑ سرکنا شروع ہوں گے، ٹوٹ ٹوٹ کر گریں گے زمین پر تھرتھراہٹ کے باعث بڑے بڑے گڑھے پڑ جائیں گے زمین اسی دوران اپنا لاوا (Lava) اگلے گی اور جب تمام لاوا ٹھنڈا ہو جائے گا اور زمین کی سطح پھر کسی حد تک ہموار ہو جائے گی لوگ دوبارہ زندہ کر کے اس زمین پر لائے جائیں گے اور سخت پیاس میں مبتلا ہوں گے تو یہ زمین دور سے چمکتی ریت کی طرح پانی کا دھوکا دے گا۔ لوگ پانی کی طرف دوڑیں گے مگر پانی ان کو نہ مل سکے گا کیونکہ اس وقت زمین تانبے کی ہوگی اور اس تانبے کی زمین پر سورج کی شعائیں پڑنے کے باعث اس کی سطح پر پانی کا گمان ہوگا۔ اس سارے منظر کے پیش نظر امام احمد رضا سراباً کا ترجمہ نہایت ہی سائیٹفک طریقے پر کیا ہے۔

امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن میں آپ کی صلاحیتوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ امام موصوف دینی معلومات کے ساتھ ساتھ عقلی اور سائنسی علوم کے بھی مجدد اور امام ہیں۔ راقم کے ترجمۂ قرآن کے مطالعہ کے دوران کئی آیات سامنے آئیں جن کا علوم ارضیات سے گہرا تعلق تھا راقم کے متعلق یہ حد تک صرف امام احمد رضا کا ترجمہ ہی واحد ترجمہ ہے جس میں علم ارضیات کی اصطلاحات ملتی ہیں جب کہ دیگر مترجمین نہ صرف علم ارضیات بلکہ کسی بھی علم کی اصطلاحات میں ان آیات کا ترجمہ نہ کر سکے۔ سورۂ النزاعت کی مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے زمین کی بناوٹ سے متعلق ارشاد فرمایا اور امام احمد رضا نے علم ارضیات کی اصطلاح میں ترجمہ کر کے قاری کو سمجھنے میں آسانی بہم فرما دی ہے آیت اور ترجمہ ملاحظہ کریں

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ دَحٰهَا ۝ (النّٰزعٰت)

''اور اس کے بعد زمین پھیلائی''

(امام احمد رضا خاں بریلوی ''کنز الایمان'' ص ۸۲۲)

دیگر تراجم قرآن کا جب مطالعہ کیا تو اکثر مترجمین نے ''دحٰھا'' کے معنی پھیلنے کے بجائے ''جماؤ'' کئے ہیں جبکہ پھیلنا اور جمانا دو مختلف مفہوم رکھتے ہیں۔ جمانے سے جو مفہوم ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ کوئی چیز تہہ بہ تہہ جمتی ہے اور اس طرح آبی چٹانیں (Sedimentary Rocks) بنتی ہیں اور یہ عمل دراصل پہاڑوں کے بننے یا جمائے جانے کا تصور پیش کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں لفظ پھیلنے سے جو مفہوم ایک علم ارضیات کے طالب علم کے ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ کسی چیز کے پھیلنے سے اس کا حجم (یہاں رقبہ مراد ہے) بڑھے۔ علم ارضیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ زمین جب سے وجود میں آئی ہے برابر پھیل رہی ہے۔

(Sawkins, F.S. et. al. 1987 "The Evolvin Earth" Page 153)

یہ عمل اسی طرح جاری ہے کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے سمندروں (OCEANS) یعنی بحیرہ ہند، بحیرہ اوقیانوس وغیرہ میں بیچ و بیچ ۵ر۶تا میل گہرے پانی کے نیچے سمندری خندقیں، جن کو Oceanic Trenches بھی کہا جاتا ہے موجود ہیں۔ یہ خندقیں ہزاروں میل لمبی ہیں۔ ان خندقوں سے ہر وقت گرم گرم پگھلا ہوا لاوا (Lava) نکل رہا ہے جب نیا لاوا پھر نکلتا ہے تو وہ پہلے سے جمع شدہ لاوے کی تہہ کو دونوں جانب سرکا دیتا ہے۔ خندق کے کنارے پر جو یہ عمل ہوتا ہے تو اس سرکنے سے پورا خشک براعظم بھی سرکتا ہے اور سمندر پیچھے کی جانب چلا جاتا ہے یعنی زمین کی سطح بلند ہو جاتی ہے۔ یہ عمل اگرچہ بہت خاموشی کے ساتھ اور بہت آہستہ ہوتا ہے مگر برابر جاری رہتا ہے۔

(Sawkins, F.S. et. al. 1978 "The Evolving Earth" Page 153.)

تمام براعظم اسی عمل کی وجہ سے برابر پھیل رہے ہیں۔ اس پھیلاؤ کی رفتار مختلف براعظموں کی مختلف ہے۔ کوئی براعظم ہر سال ۳ر سینٹی میٹر سمندر سے اونچا ہو جاتا ہے کوئی ۴ر سینٹی میٹر۔ براعظم ایشیا کا برصغیر پاک و ہند کا حصہ (Mount Everest) ہر سال ۲ر اعشاریہ ۵ سینٹی میٹر ہر سال اوپر اٹھ جاتا ہے۔ اس کو آسانی سے سمجھنے کے لئے بحیرہ ہند کا مطالعہ کریں یہ ہر سال پیچھے ہٹ رہا ہے۔ اسی طرح سمندر کے کناروں کا حجم ہر سال بڑھ جاتا ہے۔ اس قدرتی عمل سے زمین برابر پھیل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی نشاندہی سورہ النّٰزعت کی آیت میں فرمائی اور سوائے امام احمد رضا کے قدرت کے اس عمل کو سمندر کی ۶ر میل تہہ کے نیچے کوئی اور نہ دیکھ سکا۔ امام موصوف نے باطنی علوم کی روشنی میں دیکھ لیا اس لئے انہوں نے قدرت کے اس عمل کو اپنے ترجمۂ قرآن میں ارضیاتی اصطلاح کے استعمال کے ساتھ بیان فرما کر اپنی وسعت علمی کا ثبوت بہم پہنچاتے ہوئے ایک جامع ترجمہ کیا ہے۔ زمین کے پھیلنے کے اس عمل کو صرف

امام احمد رضا جیسا سائنسداں ہی دیکھ سکا کیونکہ ظاہری لفظوں کے ساتھ ساتھ وہ قرآن کا باطن بھی اللہ کی دی ہوئی فہم سے سمجھتا تھا جبکہ اردو زبان کے دیگر مترجمین قرآنی آیت کا ترجمہ علم ارضیات کی روشنی میں نہ کر سکے کہ جس کی طرف آیت اشارہ کررہی ہے (اور زمین کو ہم نے پھیلایا)۔

راقم الحروف علم ارضیات کا طالب علم ہے اور گزشتہ ۲۵ رسال سے جامعہ کراچی کے شعبہ ارضیات میں علوم ارضیات کی تدریس میں مصروف عمل ہے اس لئے میری نظر جب قرآن پر پڑتی ہے تو میں آیات قرآن میں وہ قانون تلاش کرتا ہوں جو زمین کی پیدائش اور اسی کے ارتقاء سے تعلق رکھتے ہیں۔ مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی کہ دیگر تراجم قرآن میں مجھے علوم ارضیات سے متعلق خصوصاً اور دیگر سائنسی علوم سے متعلق عموماً ایسی اصطلاحات نہیں ملتیں جو ان علوم وفنون کے نشاندہی کریں مثلاً:

''علم ارضیات میں یہ قانون عام ہے کہ زمین جب پیدا ہوئی تو یہ آگ کا گولہ تھی اس کے بعد یہ ٹھنڈا ہونا شروع ہوئی ٹھنڈا ہونے کے دوران یہ برابر ہچکولہ کھاتی رہی یعنی اس میں تھرتھراہٹ تھی اور اس کو قرار نہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ زمین کے اوپر پہاڑ بننا شروع ہوئے، زمین اگرچہ اوپر سے ٹھنڈی ہوگئی مگر اس کے اندر (نیچے) گرم پگھلا ہوا لاوا مائع کی شکل میں موجود رہا۔ پہاڑ (آبی یا آتشی) سمندر کے نیچے بھی موجود ہیں اور سمندر کے باہر زمین کے اوپر بھی موجود ہیں اور یہ سب پہاڑ اسی گرم لاوا کے اوپر اسی طرح لنگر انداز ہیں جس طرح سمندری جہاز سمندر میں لنگر انداز ہوتا ہے۔ اس سمندری جہاز کو اس کے لنگر (Anchor) روکے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کی جنبش یا تھرتھراہٹ کو پہاڑوں کے لنگر ڈال کر زمین کو روک رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ زمین ہم کو ساکن محسوس ہوتی ہے۔ جب کبھی اس کے توازن میں فرق آتا ہے تو ان مقامات پر زلزلے آجاتے ہیں اور بعض اوقات بڑی بڑی دراڑوں (Deep Faults) کے ذریعے وہ پگھلا ہوا لاوا اوپر آجاتا ہے کیونکہ ان سخت پہاڑوں کے نیچے ہر جگہ یہ لاوا موجود ہے کہیں اس کی گہرائی ہزاروں فٹ میں ہے اور کہیں اس کی گہرائی کئی سومیل نیچے ہے۔ زلزلے کے وقت جو تھرتھراہٹ یا جنبش ہوتی ہے زمین اپنی پیدائش کے وقت اسی طرح کانپتی رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ بنا کر اس پر لنگر انداز کئے اور اس طرح اس زمیں کو سکون حاصل ہوا۔ اس سارے عمل کو علم ارضیات میں (Plate-Tectonics) کہتے ہیں۔

(Arthur Holmes, 1972, "Principles of Physical Geology" P.22)

قرآن مجید وفرقان حمید نے زمین کے متعلق کئی انداز میں تذکرہ کیا ہے اردو مترجمین قرآن نے ہر آیت کا

ترجمہ تو بیشک کیا ہے لیکن ان آیات کے پیچھے جو علم کا سمندر ہے اس کو لفظی، لغوی ترجمہ کرنے والے سمجھنے سے قاصر رہے وہ صرف لفظی ترجمہ کر کے آگے بڑھ گئے مگر امام احمد رضا علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ علوم ارضیات کے بھی ماہر ہیں ان کی نگاہ نے آیت کے پیچھے قدرت کے اس سارے عمل کو دیکھ لیا اور پھر ترجمہ کرتے وقت ان آیات کے لئے ایسے الفاظ کا چناؤ کیا جو علوم ارضیات کی عکاسی بھی کر رہا ہے۔

آیئے سورہ الانبیاء کی آیات کا مطالعہ کریں:

اَوَلَمْ یَرَالَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقاً فَفَتَقْنٰھُمَا ط وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ط اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ہ وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِھِمْ وَجَعَلْنَا فِیْھَا فِجَاجاً سُبُلاً لَّعَلَّھُمْ یَھْتَدُوْنَ ہ (الانبیاء:۳۰/۳۱)

ترجمہ:

''کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے تو ہم نے انہیں کھولا اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی تو کیا وہ ایمان لائیں گے اور زمیں میں ہم نے لنگر ڈالے کہ انہیں لے کر نہ کانپے اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں رکھیں کہ کہیں وہ راہ پائیں''

(امام احمد رضا خاں بریلوی ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' ص ۴۵۸)

اب ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کا ترجمۂ قرآن ملاحظہ کریں جو اگر چہ اردو ادب میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں مگر وہ قرآن کی صحیح ترجمانی نہیں کر سکے ملاحظہ کیجئے صورۂ انبیاء ۳۱/۳۰ کا ترجمہ۔

''کیا جو لوگ منکر ہیں انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی آسمان و زمین دونوں کا ایک بھنڈا (ڈھیر) ساتھا تو ہم نے (اس کو توڑ کر) زمین و آسمان کو الگ الگ کیا اور پانی سے تمام جاندار چیزیں بنائیں تو کیا اس پر بھی لوگ (ہم پر) ایمان نہیں لاتے اور ہم ہی نے زمین میں بھاری بوجھل پہاڑ (مواقع مناسب پر) رکھے تاکہ زمیں لوگوں کو لے کر (کسی طرف کو) جھک نہ پڑے اور ہم ہی نے اس میں چوڑے چوڑے راستے بنائے تاکہ لوگ اپنی منزل مقصود کو جا پہنچیں'' (ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ''حمائل شریف مترجم'' ص ۵۱۹)

چند مزید تراجم ''وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بھم'' سے متعلق ملاحظہ کیجئے:

..........اور رکھ دیئے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ، کبھی ان کو لے کر جھک پڑے۔ (مولوی محمود الحسن دیو بندی)

..........اور ہم نے زمیں میں جمے ہوئے پہاڑ بنا دیئے کہ ایک طرف ان کے ساتھ جھک نہ پڑے۔ (ابو الکلام آزاد)

..........اور زمین میں ہم نے بھاری بھاری پہاڑ قائم کر دیئے کہ کہیں ان کو لے کر جھک نہ جائے۔ (مقبول احمد دہلوی)

سورہ انبیاء کی ۳۱ رویں آیت کریمہ کی جامعیت جو امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن میں پائی جاتی ہے وہ

جامعیت دیگر تمام تراجم میں ناپید ہے اور دیگر مترجمین قدرت کے اس طریقے کو ہی جان نہ سکے کہ پہاڑ کس طرح قائم ہیں اور زمین کا سکون کس طرح برقرار ہے کیونکہ کوئی بھی مترجم (Isostatic Theory) کو نہیں سمجھتا اس لئے ترجمہ میں جو بات پوشیدہ ہے ضبط تحریر میں نہ لا سکا یہ صرف امام احمد رضا کی فکر کی گہرائی ہے کہ انہوں نے دولفظوں کے چناؤ سے اس قدرتی عمل کو ترجمہ میں ظاہر کردیا کہ پہاڑ ضرور تہہ بہ تہہ جمائے گئے ہیں مگر یہ لنگر انداز ہیں اور یہ کھلی حقیقت ہے کیونکہ جیولوجی سے تعلق رکھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ پہاڑ کیونکر خاموش کھڑے ہیں

دیگر تراجم میں ایک بات اور جوانہونی ترجمہ کی گئی ہے وہ یہ کہ زمین لوگوں کے بوجھ سے ادھر سے ادھر جھک جاتی ہے اس لئے پہاڑوں کی جمایا گیا جبکہ زمین انسانوں کی پیدائش سے ۴ اعشاریہ ۶ بلین سال پہلے قرار پا چکی تھی یا کم از کم حضرت آدم علیہ السلام کی آمد سے قبل قطعی سکون میں آچکی تھی اور اگر انسانوں کے بوجھ سے ہلتی جلتی تو آج اس کو پہلے کے مقابلے میں زیادہ ہلنا چاہیے کیونکہ روزانہ ہزاروں لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں پاکستان ہی کی مثال لیجئے کہ کراچی شہر میں ڈیڑھ کروڑ انسان رہتے ہیں جبکہ پورے بلوچستان میں کچھ لاکھ افراد بستے ہیں مگر شہر کراچی میں لوگوں کے بوجھ سے زمین نہ دب رہی اور نہ ہچکولے کھا رہی ہے۔ انسان کا بوجھ ہوتا ہی کیا ہے جو زمین کو غیر متوازن کر سکے۔ درحقیقت آیت کا مفہوم یہ ہے جو امام احمد رضا کی نظر اور عقل نے سمجھا ہے جو علوم ارضیات سے بھی مطابقت رکھتا ہے کہ پہاڑوں کے لنگر اس لئے ڈالے ہیں کہ زمین ان لنگروں کے بغیر ہچکولے کھاتی تھی اس لئے ان لنگروں سے اس کو قائم کر رکھا ہے۔

ان تمام امثال کے بعد یہ بات اچھی طرح واضح ہوتی ہے کہ امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن دیگر تمام اردو تراجم سے زیادہ بہتر ہے اور یہ عین سائنٹیفک توجیہات کے مطابق بھی ہے یہاں موقع نہیں ورنہ دیگر سائنسی علوم وفنون سے متعلق بھی آیات کا تقابل پیش کرتا۔ شواہد اور دلائل اس بات کے مظہر ہیں کہ امام احمد رضا مسلمان سائنسدانوں میں ان چند ہستیوں میں شامل ہیں جن کو دین کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم کا مجدد تسلیم کیا جا سکتا ہے کیونکہ امام احمد رضا کی کوئی بھی تھیوری قرآن اور حدیث کے خلاف نہیں ہوتی۔ دنیا آج زمین کو سورج کے گرد گھومتا ہوا تسلیم کرتی ہے مگر آپ نے اپنی کتاب ''فوز مبین درردحرکت زمین'' میں ۱۰۵ ردلائل سے زمین کو ساکن قرار دیا کیونکہ قرآن کی نص سے یہ بات ثابت ہے کہ زمین وآسمان ساکن ہیں اور باقی سارے سیارے گھوم رہے ہیں۔

تاریخ میں ہزاروں مسلمان سائنسدان علوم عقلیہ کے امام تسلیم کئے گئے ہیں مگر ان میں علوم نقلیہ کے استعداد رکھنے والے بہت کم ہیں۔ اگرچہ ہر کوئی قرآن وحدیث سے استفادہ ضرور کرتا ہے کیونکہ اول ماخذ یہی ہے لیکن دونوں علوم میں دسترس رکھنے والے امام غزالی جیسی ہستیاں کم ہیں۔

امام احمد رضا کو دین اسلام کا چودھویں صدی ہجری کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے مگر آپ علوم عقلیہ کے بھی اکثر علوم وفنون کے مجدد نظر آتے ہیں۔ راقم یہ بات کہنے میں غلط نہیں کہ امام احمد رضا مجدد دین وملت اور مجدد علوم جدیدہ ہیں۔ حکیم محمد سعید صاحب نے امام احمد رضا کی ذہانت فطانت پر جو جامع تبصرہ کیا وہ ملاحظہ کیجئے:

''گزشتہ نصف صدی میں طبقہ علماء میں جو جامع شخصیات ظہور میں آئی ہیں ان میں مولانا احمد رضا کا مقام بہت ممتاز ہے، ان کی علمی دینی اور ملی خدمات کا دائرہ وسیع ہے۔ تفقہ اور دینی علوم کے ساتھ ساتھ فاضل بریلوی کی مہارت سائنس اور طب کے علوم میں بھی بہت زیادہ ہے ان کی بصیرت علماء سلف کے اس ذہن وفکر کی نمائندگی کرتی ہے جس میں دینی یا دنیاوی علوم کی تفریق نہ تھی، ان کی شخصیت کا یہ پہلو عصر حاضر کے علماء اور دانش گاہوں کے معلمین دونوں کو دعوت فکر ومطالعہ دیتا ہے''

(حکیم محمد سعید ''پیغام برائے مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۸ء کراچی، ص ۱۵، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی)

حکیم صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں:

''فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لئے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ کسی لفظ کی معنویت کی تحقیق کے لئے کن علمی مصادر کی طرف رجوع کرنا چاہیے''

(ایضاً طبی بصیرت ''معارف رضا'' شمارہ نہم ص ۱۰۰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل)

امام احمد رضا بریلوی کے ترجمۂ قرآن میں امتیازی پہلو دیگر مترجمین قرآن کے مقابلے میں یہ ہے کہ جو جامعیت، معنویت مقصدیت قرآن کے کلمات میں پوشیدہ ہے یا کسی بھی عمل کی جو حقیقت اس کے وجود میں پوشیدہ ہے امام احمد رضا اس کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں اور اس علم کی روشنی میں اس کی ترجمانی فرماتے ہیں۔

یہ اس وقت ہی ممکن ہے کہ جب مترجم کے ذہن میں تمام تفاسیر لغوی معنویت، احادیث، آثار اور تمام علوم و فنون کا مجموعہ اس کے قوت حافظہ میں ہو اور خداوند کریم کی طرف سے اس کی ذہانت اتنی قوی ہو کہ تمام کلمات کو ان کی معنویت کے ساتھ یکجا کرلے۔

یہ خداداد صلاحیت ہی امام احمد رضا کو ان کے تمام ہم عصر حضرات میں اعلیٰ بنائے ہوئے ہے جس کی بنا پر ہر سمجھدار آپ کو اعلیٰ حضرت کہنے پر حق بجانب ہے۔

☆☆☆

ادائیگی زکوٰۃ

ایک تجویز ایک گزارش

ہر صاحب نصاب احکام الٰہی کے تحت ہر سال زکوٰۃ کی ادائیگی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ مستحقین زکوٰۃ میں افراد کے علاوہ دینی مدارس کے طلباء بھی شامل ہیں۔ لیکن ان مدارس میں جو طالب علم زیر تعلیم ہیں ان کی بہت بڑی اکثریت مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے دینی کتب کے حصول میں ناکام رہتی ہے اس لئے کہ دینی مدارس بھی اپنے محدود وسائل کے سبب زیر تعلیم طلباء کو فرداً فرداً ضروری دینی کتب مفت مہیا کرنے سے قاصر ہیں۔ لہذا مستحق طلباء کو مفت دینی کتب کی فراہمی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خود کی تصنیف شدہ اور آپ پر تحریر کردہ محققین، علماء و فضلاء، مشائخ عظام کی نادر کتابیں ادارہ نے اپنے قیام کے (۲۲) بائیس سالوں میں کثیر تعداد میں اردو، عربی، انگریزی، فارسی، سندھی، پشتو و دیگر زبانوں میں شائع کی ہیں اور حتی المقدور ان کتابوں کو بغیر کسی ہدیہ کے ہم نے تقسیم بھی کیا ہے۔ لیکن ادارہ کے انتہائی محدود وسائل کی وجہ سے ہم دینی مدارس کے تمام طلباء کی ضرورت پوری کرنے سے قاصر ہیں۔ ایسی کتابیں فہرست ذیل ادارہ ھذا کے اسٹاک میں موجود ہیں۔

اس سلسلہ میں ہم صاحب نصاب حضرات کی خدمت میں مندرجہ ذیل طریقہ کار تجویز کر رہے ہیں جس سے ایک طرف تو زکوٰۃ کی ادائیگی احکام الٰہی کے مطابق کی جاسکتی ہے تو دوسری طرف دینی مدارس میں زیر تعلیم طلباء کو مفت کتب کی فراہمی بھی ممکن ہوسکتی ہے۔

تجویز اور گزارش یہ ہے کہ صاحب نصاب حضرات امسال زکوٰۃ کی رقم میں سے یہ کتابیں ادارہ سے 50% ڈسکاؤنٹ پر حاصل کر کے مستحق طلباء میں مفت تقسیم کرنے کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ اس طریقہ کار کے تحت ایک طرف تو ادائیگی زکوٰۃ کا فریضہ احکام الٰہی کی روشنی میں ادا کیا جاسکتا ہے اور دوسری طرف دینی مدارس میں زیر تعلیم طلباء کی ضرورت بھی پوری کی جاسکتی ہے۔ مزید یہ کہ ادارہ ھذا کی جو کہ ایک طویل عرصہ سے مسلک اعلیٰحضرت کی پرخلوص خدمت انجام دے رہا ہے، معالی معاونت میں بھی آپ شریک ہوسکیں گے۔

مجوزہ طریقہ کار کے تحت اگر آپ تعاون کرنے کے خواہش مند ہوں تو آپ کو صرف یہ کرنا ہے کہ:

۱- مذکورہ فہرست میں سے جو کتابیں آپ مفت تقسیم کرنے کے خواہشمند ہوں ان کی تعداد کا تعین کر کے اس رقم کا ڈرافٹ ادارہ کے نام بنوا کر ہمیں بھیج دیں۔

۲- کتابیں آپ کو بھی ارسال کی جاسکتی ہیں اور آپ براہ راست مستحق طلباء میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۳- اگر آپ کی خواہش ہو کہ یہ کتابیں آپ کی جانب سے ہم اپنے طور پر دینی مدارس کے مستحق طلباء میں تقسیم کردیں تو یہ فریضہ بھی ہم انتہائی خلوص کے ساتھ انجام دیں گے

رمضان شریف کی آمد میں ابھی تقریباً تین ماہ ہیں۔

برائے کرم مندرجہ بالا تجویز اور گزارش پر ضرور غور فرمائیں اور اس کار خیر میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اس سلسلہ میں کسی قسم کی وضاحت درکار ہو یا مشورہ دینا چاہیں تو بذریعہ ڈاک، فیکس یا ٹیلیفون پر رابطہ فرمائیں۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی فہرست کتب

نمبر شمار	کتاب کا نام	زبان	تصنیف کردہ/مترجم کا نام	صفحات	ہدیہ
1	مجدد الف ثانی امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ	اردو	ڈاکٹر مجید اللہ قادری/ابوالسرور محمد مسرور احمد	80	25
2	کنزالایمان کی عرب دنیا میں پذیرائی	اردو	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	16	06
3	شاہ احمد رضا بڑیچ افغانی	پشتو	محمد اکبر اعوان	56	20
4	آفتاب بڑیچ	فارسی	محمد اکبر اعوان ترجمہ دکتور ابوالحسن اختر	22	10
5	امام احمد رضا اور علماء بہاولپور	اردو	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	72	20
6	Imam Ahmed Raza Bareilvi	انگریزی	سید وجاہت رسول قادری	16	10
7	تحریک ترک تقلید اور فتاویٰ رضویہ	اردو	ڈاکٹر جلال الدین نوری	32	10
8	امن واخوت کے عظیم داعی	اردو	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	38	12
9	اصلاح معاشرہ	اردو	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	24	06
10	رد فلسفہ قدیمہ (الکلمۃ الملہمہ)	اردو	امام احمد رضا محدث بریلوی	139	40
11	بلا سود بینکاری (کفل الفقیہ الفاہم)	اردو	امام احمد رضا محدث بریلوی	165	40
12	The Light	انگریزی	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	20	20
13	Revolving Sun & the Static Eart	انگریزی	امام احمد رضا، ترجمہ نگار عرفانی چشتی	22	20
14	امام احمد رضا اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت	اردو	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	24	10
15	کنزالایمان اور معروف تراجم القرآن	اردو	ڈاکٹر مجید اللہ قادری	738	300
16	تذکرہ مولانا سید وزارت رسول قادری	اردو	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	96	20
17	دارالعلوم منظر اسلام (بریلی شریف)	اردو	ڈاکٹر محمد مسعود احمد، وجاہت رسول قادری	48	12
18	تکریم ثلاثہ من علماء مصر	عربی	علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری	72	15
19	مولانا احمد رضا خاں کی علمی وادبی خدمات	اردو	ڈاکٹر غلام یحییٰ مصباحی	192	50
20	حدائق بخشش (جدید ایڈیشن)	اردو	کلام امام احمد رضا محدث بریلوی	288	50
21	الامام احمد رضا حنفی علی میزان الانعاف وفی ظلل الفتاویٰ الرضویہ	عربی	علامہ عبدالحکیم شرف قادری	64	15

نمبر شمار	کتاب کا نام	زبان	تصنیف کردہ/مترجم کا نام	صفحات	ہدیہ
22	حیات مولانا احمد رضا خاں	اردو	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	192	70
23	آئینہ رضویات (دوم)	اردو	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	368	130
24	آئینہ رضویات (سوم)	اردو	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	392	130
25	A Baseless Blame	انگریزی	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	88	30
26	دودھ کے رشتے (الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی اللبن)	اردو	امام احمد رضا خاں	40	12
27	حاشیہ جامع الافکار	فارسی	امام احمد رضا خاں	80	30
28	الشیخ احمد رضا خاں البریلوی	عربی	الدکتور محمد مسعود احمد	148	30
29	بساطین الغفران	عربی	محمد احمد رضا خاں ترجمہ حازم محمد احمد عبدالرحیم (قاہرہ)	352	300
30	البدور فی اوج المجدور	فارسی	احمد رضا خاں محدث بریلوی	32	30
31	البرہان القویم علی العرض والتقویم	فارسی	امام احمد رضا خاں محدث بریلوی	16	05
32	رویت ہلال	فارسی	احمد رضا خاں محدث بریلوی	20	20
33	تاج توقیت	فارسی	امام احمد رضا خاں	20	05
34	امام احمد رضا اور علمائے لاہور	اردو	ڈاکٹر مجید اللہ قادری	160	60
35	Ghous-ul-Azam Dastagir	انگریزی	عبدالعزیز عرفی	243	100
36	معارف رضا ۱۹۹۰ء	اردو/انگلش	متفرق مضمون	256	50
37	معارف رضا ۱۹۹۱ء	اردو/انگلش	متفرق مضمون	368	100
38	معارف رضا ۱۹۹۳ء	اردو/انگلش	متفرق مضمون	296	70
39	معارف رضا ۱۹۹۴ء	اردو/انگلش	متفرق مضمون	304	70
40	معارف رضا ۱۹۹۹ء	اردو/انگلش	متفرق مضمون	272	90

ROYAL WAY TO BLISS & BLESSEDNESS

Written by: Saleem-Ullah Jundran

Today in the state of hustle-bustle;
If you are dismal & in puzzle;
Send down Darood upon the Prophet;
Send down Salam upon the Prophet;
It will end your depression & despair;
It will remove your worry & wear;

Problems what so ever, suffering wherever;
No need to lose heart ever;
Send doswn Darood upon the Prophet;
Send down Salam upon the Prophet;
It will get all your Problem solved;
It will get all your deffivulties dissolved;

If you lead a life, sorrowful and penniless;
Properties little and possession less;
Send doswn Darood upon the Prophet;
Send down Salam upon the Prophet;
It will alleviate your poverty & want;
Better, deem it as a surety-bond;

If you are addicted to forgetfulness:
What you memorize, soon undergoes the mess;
Send doswn Darood upon the Prophet;
Send down Salam upon the Prophet;
It will Sharpen the memory & enlighten the vision;
Will broaden the foresight & enlarge the precision

If your act of virrue is goalless;
And your worship is soulless;
Send doswn Darood upon the Prophet;
Send down Salam upon the Prophet;
Vicious incitement, it shall purge;
Pious sentiments, it shall urge;

If your pray for death with Iman & Islam;
As a true Muslim, content and calm;
Send doswn Darood upon the Prophet;
Send down Salam upon the Prophet;
It will give you glad-tiding & greeting;
While, hereafter life, its acme meeting.

(The thematic extraction of the whole poem has been taken from Ahaadees-i-Mubarakh)

مؤتمر عالمي في باكستان عن العلامة القادري

يعقد مركز بحوث الإمام أحمد رضا القادري في مدينة كراتشي الباكستانية في ٢٠٠٢/٨/١٧ مؤتمرًا علميًا عالميًا لإحياء ذكرى الإمام أحمد رضا القادري يشارك من مصر في فاعليات المؤتمر الأستاذ الدكتور محمد السعيد جمال الدين أستاذ الفارسية بآداب عين شمس ببحث عنوانه «شخصية الرسول في شعر الإمام أحمد رضا والعلامة إقبال والدكتور حازم محفوظ مدرس الأوردية بجامعة الأزهر سيشارك ببحث موضوعه «كتاب صفوة المديح للإمام أحمد رضا عند أهل الدين والعلم في مصر».

والجدير بالذكر أن الإمام أحمد رضا (١٨٥٦ - ١٩٢١) يعد من صفوة أعلام الإسلام في شبه القارة الهندية وأخرج المئات من الكتب في العلوم الإسلامية وآداب اللغات الشرقية الإسلامية وهو صوفي صاحب مذهب وله مريدون في أرجاء العالم الإسلامي كما أنه شاعر عظيم نظم الشعر في أربع لغات هي: العربية والفارسية والأوردية والهندية. ويعد من أعظم وأشهر من نظموا المدائح النبوية في اللغة الأوردية وقام بترجمة معاني ألفاظ القرآن الكريم إلى اللغة الأوردية ويعد من أوائل من نادوا بقيام دولة باكستان

المجلس الأعلى لرعاية آل البيت

يتقدم بأجمل التهاني لمركز بحوث الإمام أحمد رضا القادري

بمناسبة ذكرى الإمام مع الدعوات بدوام التوفيق.

المجلس الأعلى لرعاية آل البيت - مصر - ت: ٠٠٢٠٢٦٠٣٩٦٥١

البريد الالكتروني ELZHRAA@ HOTMAIL. com

نموذج رقم « ١٧ »

AL - AZHAR AL - SHARIF
ISLAMIC RESEARCH ACADEMY
GENERAL DEPARTMENT
For Research, Writting & Translation

الأزهـــــر الشريف
مجمـــع البحـــوث الاســـلامية
الادارة العـــــامة
للبحــوث والتأليف والترجمــــة

السـيد / محمد جلال رضا ....

السـلام عليـكم ورحمـة اللـه وبركاته ــ وبعـد :
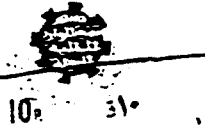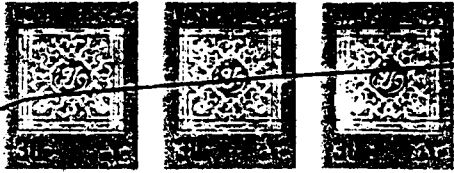
نبناء على الطلب الخاص بفحص ومراجعة كتاب : الصادر باسم .....

تاليف : مولانا الامام احمد رضا ... تعريب / محمد جلال رضا ....

نفيد بأن الـكتاب المذكور ليس فيه ما يتعارض مع العقيدة الاسلامية ولا مانع من طبعـــه ونشره على نفقتـكم الخـاصة .

مع التـأكيد على ضرورة العنـاية التامة بكتـابة الآيات القـرآنية والأحاديث النبوية الشريفة والالتزام بتسليم ٥ خمس نسخ لمكتبة الأزهر الشريف بعد الطبـــع .

واللـــه المـــوفق ،،،

والسـلام عليـكم ورحمـة اللـه وبركاته ،،،

ممدوح ماهر

تحريرا فى ٩ / ١ / ١٤٢٧ هـ
الموافق ٢٢ / ٢ / ٢٠٠٢ م

مدير عـام
ادارة البحوث والتـاليف والترجمـة